SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, March 20, 1997.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان و ایتای ذی القربیٰ و ینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون ۞ واوفوا بعہد اللہ اذا عاہد تم ولا تنقضو ا الایمان بعد توکید ھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا ۔ ان اللہ یعلم ما تفعلون ۞

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے ۔

خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے ۔ اور بے حیائی اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے (اور) تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم یاد رکھو ۔ اور جب خدا سے عہد (واثق) کرو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کہ تم خدا کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو جانتا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ جزاک اللہ ۔ There is oath of some new members today, I think one by one I would request them to come here and take oath. طاہر بزنجو صاحب

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, March 20, 1997.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان و ایتای ذی القربیٰ و ینہی عن
الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون ۞ واوفوا بعہد
اللّٰہ اذا عاہد تم ولا تنقضو ا الایمان بعد توکید ھا وقد جعلتم
اللہ علیکم کفیلا ۔ ان اللّٰہ یعلم ما تفعلون ۞

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے ۔

خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے ۔ اور بے حیائی اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے (اور) تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم یاد رکھو ۔ اور جب خدا سے عہد (واثق) کرو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کہ تم خدا کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو جانتا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ جزاک اللہ ۔ There is oath of some new members today, I think one by one I would request them to come here and take oath. طاہر بزنجو صاحب

تشریف لے آئیں۔

OATH TAKING.

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین! یہ وزراء کو تو بلالیں جی۔

جناب چیئرمین۔ چلیں پہلے oath ہو جائے پھر اس مسئلے پر غور کرتے ہیں۔ طاہر بزنجو صاحب۔

(اس مرحلے پر جناب طاہر بزنجو صاحب نے رکن سینٹ کا حلف اٹھایا)

جناب چیئرمین:جناب زاهد خان صاحب۔

(اس مرحلے پر جناب زاهد خان صاحب نے رکن سینٹ کا حلف اٹھایا)

(Then Haji Javed Iqbal Abbasi took the oath administered by Mr. Chairman, Wasim Sajjad)

PANEL OF PRESIDING OFFICER

Mr. Chairman: In exercise of powers conferred by Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following Senators in order of precedence to form the panel of Presiding Officers for this session of the Senate:-

1. Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder
2. Mr. Taj Haider
3. Mr. Aftab Ahmed Sheikh

Now I have to make an announcement regarding the nomination of the Leader of the Senate. We have been informed by the Ministry of Law, Justice and Parliamentary Affairs that Raja Muhammad Zafar-ul-Haq has been nominated to act as Leader of the House on behalf of the Prime Minister and to.

represent the Government and regulate the business of the House in the Senate.

I am also required to inform the House under the Rules that four Senators have resigned their seats from the Senate and these are Senators Mir Abdul Jabbar Khan, Mr. Abdul Rahim Khan Mandokhel and Muhammad Azam Khan Hoti.

Mir Abdul Jabbar Khan has also requested that his letter of resignation may be read in the House and I will now proceed to do so. He has stated :-

'My dear, Mr. Chairman, I submit my resignation as member of the Senate of Pakistan following my election as member of the Provincial Assembly of Balochistan. I consider six years of my stay in the Senate to be a very fruitful and productive period of my life. In the Senate, I got the unique opportunity to interact with some best politicians and parliamentarians of the country learn from their political/ parliamentary experiences, participate in enlightened discussions on issues of national importance and above all contribute to the law making process transcending the party or regional approach. In March 1994, I got another chance to serve the motherland in a somewhat exalted position when I was elected as Deputy Chairman of the Upper Chamber of the Parliament. During my three-year tenure as Deputy Chairman, I feel very happy to recall the cooperation that was extended to me by all of my colleagues in the Senate. Their cooperation made my job and stay in this august legislative body quite smooth, purposeful and productive.

I am grateful to you Mr. Chairman for providing me guidance and advice whenever I needed it. I think that without your help and guidance, I would not have been able to discharge my national obligations so well.

I also appreciate the assistance provided to me by the staff and officers

of the Senate Secretariat. There is no doubt that the Senate officials know their job and seem always eager to perform their duties with a sense of commitment and efficiency that one rarely finds these days in other official set-ups.

I shall always cherish my six-year association with the Senate of Pakistan and consider it to be a golden period of my life.

With regards and best wishes,

Sd/-. Mir Abdul Jabbar.

جناب چیئرمین۔ رخصت کی درخواست کوئی ہے جی۔ کوئی نہیں ہے no leave application ۔ جی جناب ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان: میں سمجھتا ہوں کہ آج کے موقع پر ہمیں ان لوگوں کیلئے جو پچھلے دنوں بلوچستان میں تباہ کن زلزلہ میں فوت ہوئے ہیں ' اس کے علاوہ ریل کا جو تباہ کن حادثہ ہوا ہے اور اس طرح کے دیگر واقعات میں جو فوت ہوئے ہیں ان کے لئے ہمیں فاتحہ خوانی کرنی چاہیئے۔

FATEHA

جناب چیئرمین: جی صحیح بات ہے۔ حافظ صاحب آپ مہربانی کرکے دعا پڑھ دیں۔

(اس موقع پر سینیٹر حافظ حسین احمد صاحب نے فاتحہ پڑھی)

POINT OF ORDER

Re: THE ABSENCE OF THE CABINET MEMBERS FROM THE HOUSE

جناب چیئرمین: جی جناب رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I am grateful. Sir, I would like to first of all take this opportunity in extending heartiest congratulations on behalf of the

Pakistan Peoples Party Parliamentary Group to Raja Sahib on being a nominated Leader of the House and I am sure that in the days that lie ahead Raja Sahib would continue to show the same spirit of accommodation and understanding that he did when he was the Leader of the Opposition. I would also like to take this opportunity, sir, through you, to point out or bring to the notice of Raja Sahib that it is most unfortunate that today was the first sitting of the Senate since the Elections of February 3, 1997 and it would have been in the fitness of things if the Cabinet which has been duly sworn in as it is their duty to be in the House when it is summoned, but we find that only one of our ex-colleagues, the Minister of Interior is present whereas the other benches of the Ministers lie totally vacant. We would most respectfully urge through you that if the system of Parliamentary democracy is to be strengthened, if the institutions of democracy are to be strengthened then regardless of the fact that whatever the mandate may be but the Government is responsible to this House and the responsibility of the Government can only be reflected if it's Cabinet members are present and I take strong exception that although there is an Advisor for Law and Parliamentary Affairs and it is essentially his duty to be running the House but he is conspicuous by his absence in the first sitting of this House. Thank you, sir.

جناب چیئرمین۔ آج چونکہ ہمارے بہت سارے ممبران ریٹائر ہو رہے ہیں اور وہ اپنا یہ آخری سیشن attend کر رہے ہیں اس لئے اگر آپ کی اجازت ہو تو ہاؤس کی جو باقی کارروائی ہوتی ہے، اس کو suspend کر دیا جائے---and we should proceed

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ ایک منٹ، آپ تشریف رکھیں ۔ اجمل خٹک صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں، پہلے ان کی بات سن لیں ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔جناب چیئرمین ! میں اس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ آپ نے اعلان کیا ہے کہ راجہ ظفر الحق صاحب اس ایوان کے لیڈر ہوں گے 'اس پر خوشی کا اظہار کروں ۔ میں اس نامزدگی یا تقرری پر خوشی کا اظہار کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں ۔اس کے ساتھ ساتھ خدا سے دعا مانگتا ہوں کہ خدا راجہ صاحب کو توفیق دے اور موقع دے کہ وہ ایوان بالا کے ذریعے اس ملک کی وہ خدمت کریں جس کی اس ملک کو ضرورت ہے ۔اس نازک موقع پر اس ایوان کی جو ذمہ داری ہے ' اس کو نبھانے کے لئے اپنی صلاحیتوں سے کام لیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس موقع پر آپ کی خدمات' آپ کی قابلیت اور آپ کی اس ایوان کو احسن طریقے سے چلانے کے بارے میں کی گئی کوششوں کوخراج تحسین پیش کیا جائے تو یہ بے جانہ ہوگا ۔ ہم آپ کے اس رویہ پر بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو آپ نے ہمارے ساتھ اپوزیشن میں ہوتے ہوئے روا رکھا ہے ۔ بلا شبہ وہ ایسا موقع تھا کہ اس کے بارے میں دوسری طرف بیٹھے ہوئے اراکین کے دل میں کوئی بات نہیں ہوگی ۔ اگر ہو بھی تو وہ حالات گزر گئے ہیں ۔ اب ملک کے اس نازک موڑ پر جو حالات پیش آئے ہیں ان کا تقاضا ہے اور یہ سب سے بڑا تقاضا ہے کہ ملک میں سیاسی استحکام پیدا ہو۔ پاکستان میں موجود حالات' خطرات اور خدشات جو ہم دیکھ رہے ہیں ' کا تقاضا ہے کہ اس ملک میں سیاسی استحکام ہو' مفاہمت کی فضا پیدا ہو۔ اب اس کے لئے وسیع دل' کھلے ذہن' کھلے دل کے ساتھ کسی سیاسی انتقام ' کسی امتیاز اورکسی خصوصی جماعت کے ساتھ ' گروہی ' شخصی اغراض سے بالا تر ہو کر قوم و ملک کی خدمت کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ایوان اور اس ایوان کے لیڈر کی بہت زیادہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان مقاصد کے لئے کام کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ راجہ صاحب میں وہ صلاحیتیں ہیں' وہ vision ہے جس کی بنا پر وہ یہ خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ لیکن میں ان کے ایک ساتھی کی حیثیت سے ان کو متوجہ کرناچاہتا ہوں کہ آپ پر یہ بہت بڑی ذمہ داری عائد ہو رہی ہے جس کو پیش نظر رکھ کر' ملک و قوم کے مستقبل کے لئے اس کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر ادا کریں گے ۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے آپ کے انتخاب پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں اور تعاون کا یقین دلاتا ہوں البتہ ایک بات ضرور کہتا ہوں کہ ہم ان سے ان واقعات پر جو آئین ' قانون' انصاف اور صاف ستھری سیاست کاتقاضا کرتے ہوں ' صاف گوئی کی توقع رکھیں گے ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب والا! میں بھی اس پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے کہ پہلے رپورٹیں پیش کر دیں ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ پہلے راجہ صاحب کی nomination پر اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں۔

PRESENTATION OF THE REPORST OF THE STANDING COMMITTEES

جناب چیئرمین ۔ خورشید صاحب ! یہ آپ کی ہی reports ہیں ۔ پہلے آپ انہیں present کر دیں۔ اس کے بعد پھر راجہ صاحب کی تقرری اور دیگر معاملات پر بات کرلیں گے۔

Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman, I seek leave of the House to present the reports of the Standing Committee on Finance, Revenues and Economic Affairs and Statistics, on the serious crisis produced in the Banking Sector of the Country.

Mr. Chairman: The Report stands presented.

Prof. Khurshid Ahmed: I seek leave of the House to present a special report of the Standing Committee on Finance, Revenues and Economic Affairs and Statistics on the serious crisis produced in the Banking Sector of the Country.

Mr. Chairman: The report stands presented. No.4.

Prof. Khurshid Ahmed: I seek leave of the House to present a special report of the Standing Committee on Finance, Revenues and Economic Affairs and Statistics on the Pre-shipment Scheme.

Mr. Chairman: The report stands presented.

Prof. Khurshid Ahmad: Mr. Chairman, I seek leave of the House to present a special report of the Standing Committee on Finance, Revenues and Economic Affairs and Statistics on the Sales Tax on Coal Industry.

Mr. Chairman: The report stands presented. No.6. Ibrahim Khan Sahib.

Mr. Muhammad Ibrahim Khan: I seek leave of the House to present a report of the Special Committee on the inspection of Tall-Parachinar Road.

Mr. Chairman: The report stands presented. No.7, Fazal Agha Sahib.

Syed Muhammad Fazal Agha: Thank you Mr. Chairman, I seek the leave of the House to present a report of the Functional Committee on Government Assurances regarding implementation of assurances given by the Government on the floor of the House from time to time.

Mr. Chairman: The report stands presented.

جی خورشید صاحب آپ راجہ صاحب کی تقرری کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے تھے۔

WELCOME AND FARE WELL TRIBUTES

TO THE MEMBERS

پروفیسر خورشید احمد ۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین!میں آپ کا بے حدممنون ہوں کہ آپ نے آج مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیا اور میرے لئے یہ ایک بڑا اہم دن ہے ۔اس لئے کہ اس ایوان میں ۱۲ سال گزارنے کے بعد آج میں

آپ سے الوداعی خطاب کر رہا ہوں ۔لیکن اپنی گزارشات پیش کرنے سے پہلے میں محترم راجہ ظفر الحق صاحب کو اپنی طرف سے ، اپنی جماعت کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس نئی ذمہ داری کے تقاضوں کو پورا کرنے کی انہیں توفیق دے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے ساتھ جو تعلق تقریباً پچھلے ۲۰ سالوں میں ذاتی سطح پر، سیاسی معاملات میں اور پھر اس ایوان میں رہا ہے ۔اس سے انہوں نے ہمارے دلوں کو جیت لیا ہے ۔ان کی محبت گہری ہو گئی ہے ان پر اعتماد بڑھ گیا ہے اور مجھے یقین ہے جس طرح پہلے حزب اختلاف کے قائد کی حیثیت سے انہوں نے محنت ، دیانت اور انصاف کے ساتھ اس ایوان کی خدمت کی۔ اسی طرح اپنی نئی ذمہ داری میں بھی وہ اپنا کردار ادا کریں گے۔ان چند کلمات کے بعد جناب والا' میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں ۔اپنے دل کی چند باتیں بہت ہی صفائی اور دیانتداری کے ساتھآپ کے سامنے اور آپ کے ذریعہ اس ایوان اور قوم کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ۔ جب ۲۱ مارچ ۱۹۸۵ء کو ہم سب حضرات نے پہلی بار سینٹ کا حلف اٹھایا۔ جو موجود تھے انہیں یاد ہو گا کہ میں نے اس وقت یہ بات کہی تھی کہ آج کا دن رسمی مبارکباد کا دن نہیں بلکہ ہماری آزمائش کا دن ہے ۔اگر مبارکباد کے مستحق ہوں تو اس وقت جب ہم اپنی ذمہ داریاں ادا کرکے اس ایوان سے ریٹائر ہو رہے ہوں گے اور اگر ہم نے اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کیں تو پھر ہم مبارکباد کے نہیں ملامت کے مستحق ہوں گے ۔جناب والا! آج اسی بات کو اٹھاتے ہوئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس حدیث کی بنیاد پر کہ اپنا احتساب کرو، قبل اس کے کہ تمہارا احتساب کیا جائے۔میں چاہتا ہوں کہ چند باتیں صرف نکات کی صورت میں آپ کے سامنے رکھوں ۔ تاکہ ہمارے سامنے یہ بات آ سکے کہ میری نگاہ میں اس ۱۲ سال میں اس سینٹ کا میرٹ شیٹ کیا بنتا ہے ۔ ہم نے کیا حاصل کیا' کیا contribute کیا ' اور کہاں ہم ناکام رہے ۔تاکہ جو آنے والے ہیں ان کے سامنے وہ ایجنڈا بھی آ سکے وہ چیلنج بھی آ سکے جس کو انہوں نے لیکر چلنا ہے ۔جناب والا ! میری نگاہ میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اس سینٹ نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ضابطہ کار اور رولز آف بزنس کو تیار کیا ۔آپ کو معلوم ہو گا کہ جب ۱۹۱۸ء میں پہلی مرتبہ برصغیر میں انتخابات شروع ہوئے اور ۱۹۳۵ء کے قانون کے تحت مرکز اور صوبوں میں اسمبلیاں بنیں تو برطانوی دور کے مطابق ضابطہ کار بنایا گیا تھا۔مجھے بڑے دکھ سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ ۱۹۴۵ء سے لیکر ۱۹۸۸ء تک کسی منتخب ایوان نے اس بات کی زحمت نہیں کی کہ آزادی کے مطابق اور

دستور نے ان کو اپنے رولز بنانے کا جو sovereign right دیا تھا۔اسے استعمال کرتے ہوئے اپنی آزادی اور خوداختیاری کو حاصل کریں اور اپنے ضابطہ کار بنائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان نے سب سے بڑی خدمت اس ملک میں پارلیمانی نظام کی کی ہے۔ دو سال کی شب و روز محنت کے بعد نئے رولز آف بزنس تیار کئے گئے۔ جنہیں 1988ء میں thread bare discussions کے بعد ایوان نے قبول کیا۔ جس کے نتیجے کے طور پر حقیقت یہ ہے کہ جو اختیار دستور نے اس ایوان کو دیا تھا اس کا ایک حصہ ہم کم از کم materialized کر سکے۔ اور مجھے اجازت دیں یہ بات بھی کہنے کی، کسی دھاندلی کے ساتھ نہیں کہہ رہا ہوں کہ 1988ء کے رولز بننے کے بعد قومی اسمبلی کو بھی اس بات کا احساس ہوا کہ رولز کو revise ہونا چاہیے۔ اور پانچ سال کے بعد 1993ء میں انہوں نے سینیٹ کے رولز کی روشنی میں، 95% material وہی ہے جو کہ سینیٹ نے قبول کیا تھا، انہوں نے رولز بنائے۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ پہلا بڑا کارنامہ ہے جو اس ایوان نے achieve کیا ہے۔

دوسری چیز جناب والا! اس کا کمیٹی سسٹم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک منفرد contribution ہے۔ پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں، اور اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ بات کہوں گا کہ اس کمیٹی سسٹم کے بارے میں جو کام سینیٹ نے انجام دیا ہے۔ اس میں پہلی چیز یہ ہے کہ کمیٹیز کو حکومت کے کنٹرول سے آزاد کرکے سینیٹ پر ان کی حکومت قائم کی۔ وزیر کے بجائے اس کا اپنا elected چیئرمین ہوتا ہے۔ اور وزیر اس کا ex-officio ممبر ہوتا ہے۔ کمیٹیز کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ احتساب بھی کریں۔ وہ مختلف جو قرار دادیں آتی ہیں یا جو کام آیا ہے اسے بھی لیں اور اس کو suo moto examine کرسکتی ہیں اور حکومت کو مجبور کر سکتی ہیں کہ وہ اس کے سامنے تمام files کھولے۔جناب والا! یہ اسی نوعیت کی ایک کامیابی ہے جو برٹش پارلیمنٹ نے کراؤن اور ہاؤس آف لارڈز کے خلاف تقریباً دو سو سال تک کی۔ اسی سلسلے کی ایک کوشش ہے جو یہاں سینیٹ نے کی اور اس سلسلے میں اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ پھر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ نئی کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ جن میں خاص طور پر Government Assurances Committee، کم ترقی یافتہ علاقوں کی کمیٹی، انسانی حقوق کی کمیٹی، یہ وہ کمیٹیاں ہیں جن کے ذریعے احتساب کا عمل ہمارے ہاں کسی نہ کسی شکل میں شروع ہوا ہے۔

پھر میں یہ بھی آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ان کمیٹیوں نے بڑی گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ صرف حکومت کو اس کے failure اور قانونی غلطیوں پر ٹوک کر ہی نہیں بلکہ جو

رپورٹس ان کمیٹیوں نے شائع کی ہیں ، مجھے افسوس ہے کہ ایوان اور ملک نے اس سے پورا پورا فائدہ نہیں اٹھایا ۔ صرف چند اہم رپورٹس کی طرف اشارہ کروں گا ۔ سب سے اہم تاریخی رپورٹ سندھ کمیٹی کی رپورٹ تھی ۔ جس نے آج سے سات سال پہلے سندھ کے مسئلے کا شہری اور دیہی جائزہ لیا ۔ آٹھ مہینے تک محنت کی اور پینتالیس سفارشات پیش کیں ۔ اگر ان پر عمل ہوتا تو صورتحال خراب نہ ہوتی۔ ڈرگ پالیسی ، اسی صفحات کی ہم نے سفارشات پیش کیں ۔ ٹیکسیشن سسٹم ریفارمز، سو صفحے کی رپورٹ پورے نظام کا جائزہ لینے کے بعد رپورٹ پیش کی۔

پرائیویٹائیزیشن آف بنکس کی رپورٹس ، اسلامی نظریاتی کونسل کی دو اہم رپورٹس، زکواۃ و عشر اور دوسری اصلاح معاشرہ ، یو بی ایل کی پرائیویٹائیزیشن پر رپورٹ اور اس میں جو خرابیاں ہیں ، اس پر رپورٹ ۔ اس کے بعد پھر رائس کارپوریشن کے معاملے پر رپورٹ پیش کرکے بڑا اہم کارنامہ انجام دیا اور قومی دولت کو بچانے کے لئے خدمات انجام دیں ۔

خارجہ کمیٹی کی رپورٹ ، پہلی مرتبہ آئی ہے ۔ اور جو political issues تھے ان کو identify کیا گیا ہے ۔ ایک متفقہ موقف پیش کیا گیا ہے ۔ شوگر انڈسٹری کی رپورٹ ، اور پھر جو آٹھ رپورٹس پیش کی گئی ہیں ۔ ان میں آپ کی خصوصیت سے توجہ bank defaults کے بارے میں فنانس کمیٹی کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ جس میں اس پورے مسئلے کا جائزہ لے کر بڑی concrete تجاویز اس کی اصلاح کے لئے دی گئی ہیں ۔ تو اس طرح میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سینٹ کا ایک اہم contribution ہے۔

جناب والا ! ایک اور چیز جو رہی ہے کہ اس ایوان نے اپنے پریولج کے بارے میں تو بات کی لیکن سینٹ کے کمزور طبقے خاص طور پر ہمارے وہ ملازم جو افسروں کے درجے میں نہیں آتے ان کے مصائب اور ضروریات پر توجہ اسی سینٹ نے دی ۔ اور میں اس کی فنانس کمیٹی کو جس نے آپ کی سربراہی میں کام کیا مبارکباد دیتا ہوں کہ پہلی مرتبہ سینٹ کی تاریخ میں بلکہ پارلیمنٹ کی تاریخ میں ایمپلائیز ویلفیئر فنڈ قائم ہوا ۔ اس میں کچھ افراد نے اپنی پوری تنخواہ اور سب نے کچھ نہ کچھ حصہ contribute کیا اور اس طرح لاکھوں روپے کا فنڈ بنا کہ جس سے ہم اپنے نچلے درجے کے ملازم جنکی تنخواہیں کم ہیں ان کو ضرورت کے وقت کچھ ریلیف دے سکتے ہیں۔ یہاں پر میں وزیر خزانہ صاحب سے خصوصیت سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے دکھ ہے اس بات کا کہ تین بار سینٹ کی فنانس کمیٹی نے وزارت خزانہ سے درخواست کی کہ اس فنڈ کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے لیکن نہیں دیا ۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم لوگ جو contribute کر

رہے ہیں ہم نے اپنی جیب سے انکم ٹیکس بھی دیا ہے اور پھر تنخواہ بھی دی ہے لیکن حکومت کی طرف سے ہمیں تعاون نہیں ملا جناب والا! ابھی جو فنانس کمیٹی نے اسی ہفتے کام کیا ہے میں اس پر بھی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ پہلی مرتبہ سینٹ کی تاریخ میں ایکس کیڈر ex-cadre دوسرے ملازمین جو گیارہ گیارہ بارہ بارہ سال سے ایک سنگل جگہ پر پھنسے ہوئے تھے اور ترقی کا کوئی امکان نہیں تھا ان سب کے معاملات پر غور کر کے ایک پورا سروس سٹریکچر بنایا گیا ان کے لئے ترقی کے امکانات پیدا کیئے ان کو incentive فراہم کیا اور ساتھ ہی یہ اصول بھی رکھا کہ میرٹ اور کارکردگی کی بنیاد پر انہیں آگے بڑھنے کا موقع ملے گا پھر جناب والا! اس سینٹ میں bi-partisan approach کو ہم نے اختیار کرنے کی کوشش کی بلاشبہ پارٹیاں ہیں اور پارٹیوں نے اپنے اپنے معاملات کو ضرور لیا ہے لیکن ساتھ ساتھ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ ملک اور قوم کے مفاد میں اٹھیں اور کمیٹیاں ہوں یا یہ ایوان ہوں یہاں جو اہم ایشوز ہیں ان کے اوپر consensus politics اور bi-partisan روایت کو قائم کریں۔ سینٹ میں جو بحث کا معیار رہا ہے اس میں جو حاضری کی جو کیفیت رہی ہے اور مجھے یہ بات ریکارڈ پر لانے کی اجازت دیں کہ کم از کم پہلے چھ سال مجھے یاد نہیں پڑتا کہ دو یا تین بار سے زیادہ طویل ہمارے یہاں کورم ٹوٹا ہو میں اس بات کو اس لئے کہنا چاہتا ہوں کہ کم از کم سینٹ کو اپنی ان تمام روایات کو باقی رکھنا چاہئیے میں اس موقع پر آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ سینٹ نے کچھ تاریخی قرار دادیں پاس کی تھیں اور ان میں میری نگاہ میں سب سے پہلی قرارداد دستوری مسائل پر تھی کہ جس وقت آٹھویں ترمیم منظور ہوئی ہے اس وقت سینٹ نے متفقہ طور پر یہ قرار داد پاس کی تھی کہ ابھی اس بات کی ضرورت ہے کہ دستور کی اسلامی دفعات اور جمہوری دفعات ان میں ترمیم کی جائے اور ان کو قرار داد مقاصد سے ہم آہنگ کیاجائے اور ساتھ یہ بات بھی کہی تھی کہ 270 کے اندر جو خلا رہ گئی ہے اس کو review کیا جائے ۔ مجھے افسوس ہے کہ اس متفقہ قرار داد پر کام نہیں ہوا لیکن سینٹ نے یہ نوٹس لیا ۔پھر اس کے بعد سینٹ نے سینٹ کے مالیاتی اختیارات کے بارے میں متفقہ طور پرایک قرار داد پاس کی تھی کہ سینٹ کو کم از کم بجٹ پر غور کرنے اور اپنی رائے دینے کا موقعہ ملنا چاہئیے اس کے بغیر ہم فیڈریشن کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے یہ بھی ابھی تک فائل pending پڑی ہوئی ہے ۔ تیسری بڑی اہم قرارداد پاک ہندتعلقات پر تھی 1989 میں متفقہ طور پر اس ایوان نے پاس کی ہے جن کی بنیاد پر آپ ہندوستان سے معاملہ کر سکتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سینٹ کی

مثبت contribution ہے۔

جناب والا! میں اس موقعے پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہم کچھ چیزوں میں ناکام بھی رہے ہیں اور اس کا اعتراف بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ achievements میں ہے اور یہ بات میں اس لئے بھی کہہ رہا ہوں کہ انصاف کا تقاضہ ہے کہ ہم خود اپنی کمزوریوں کا اعتراف کریں اورپھر یہ ساتھ ہی میری نگاہ میں ایجنڈا بن جاتا ہے نئے ایوان کے لئے تاکہ نئی حکومت نئے ایوان ان معاملات پر کام کر سکیں۔ میری نگاہ میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ دستوری ترامیم کے سلسلے میں صحیح پیش رفت نہیں ہوئی خواہ وہ سینٹ کے انتخاب ہوں، خواہ وہ اسلامی پروویژن ہوں، خواہ وہ جوڈیشری یا فیڈرل شریعت کورٹ کا معاملہ ہو، خواہ وہ فیڈرل شریعت کورٹ کے اختیارات کا معاملہ ہو، خواہ وہ خواتین کی نمائندگی کا معاملہ ہو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم ایریا ہے اس پر ہم اس کا صحیح حق ادا نہیں کر سکے ہیں اور ہمیں آئندہ کے ایجنڈے میں ان کو ترجیح دینی چاہئیے۔ دوسری بات میں جناب والا! بڑے صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ سینٹ کے انتخاب کے طریقے کے بارے میں بھی غور کرنے کا وقت آ گیا ہے دنیا کی تاریخ کو آپ دیکھئیے indirect الیکشن کی کچھ خوبیاں ہوتی ہیں لیکن کچھ خامیاں بھی ہوتی ہیں اور ایک وقت آتا ہے کہ indirect الیکشن سے ڈائریکٹ الیکشن یا وسیع تر constituents کی بنیاد کے بارے میں سوچنا پڑتا ہے ہمارا دل خون کے آنسو روتا ہے جب ہم اخبارات میں یہ پڑھتے ہیں کہ سینٹ کے انتخاب میں پیسہ چلا ہے کروڑوں روپے دے کر ووٹ حاصل کیئے گئے ہیں unopposed elections ہوئے ہیں ان تمام چیزوں سے ان اداروں کا وقار گرتا ہے اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ سینٹ کے الیکشن کے طریقے پر بھی غور کیا جائے ۔ تیسری بات جناب والا ! میں یہ کہوں گا کہ سینٹ کی قرار دادیں، سینٹ کی کمیٹیوں کی رپورٹس، سینٹ میں ایڈجرنمنٹ موشنز پر بحث ان تمام کے بارے میں ہمارے رولز خاموش ہیں کہ حکومت کا response کیسے حاصل کیا جائے ہمیں اس کی بڑی مشکل پیش آ رہی ہے میں تجویز پیش کروں گا کہ رولز میں اس معاملہ میں رویژن کی جائے تاکہ حکومت پر لازم کیا جائے کہ ایڈجرنمنٹ موشن ہو یا رپورٹ ہو یا کسی معاملے میں سینٹ کی قرارداد ہو ایک متعین وقت کے اندر حکومت respond کرے۔ قبول کرے یا انکار کرے، اگر انکار بھی کرے تو دلائل دے کہ ہم کیوں آخر سینٹ کی ان recommendations کو نہیں مان رہے ہیں تاکہ صحیح بحث healthy ہو سکے اور تمام view points قوم کے سامنے آ سکیں۔ یہ تیسری چیز

جناب والا! جسکی میں ضرورت محسوس کرتا ہوں اور چوتھی بات جناب والا! یہ ہے کہ ملک میں privileges کا قانون موجود نہیں ہے دستور کی ضرورت ہے ' ہمارے قواعد کی ضرورت ہے ' اس ایوان کی ضرورت ہے اور پھر ذاتی پریویلج کی بات ہوتی ہے حالانکہ سب سے اہم چیز ادارے کا پریویلج ہے۔ سب سے اہم چیز یہ ہے کہ ہم دستور کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے جو کردار ادا کر سکتے ہیں تو اگر نہ کر پائیں تو اسے کیسے موثر ثابت کیا جا سکتا ہے ۔ اس کے لئے میں چاہوں گا کہ ہمارے ملک میں پریویلج ایکٹ بنے اور اس کے اندر یہ provision ہو کہ اس کی تنسیخ کیسے ہوگی ۔ برطانوی پارلیمنٹ میں روایت کی بناء پر اگر برطانوی پارلیمنٹ کے سپیکر چاہیں تو کسی شخص کی گرفتاری کے آرڈر دے سکتے ہیں لیکن ہمارے پاس یہ اختیارات نہیں ہیں تو اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کے لئے پریویلج ایکٹ بنے ۔ اس لئے ہم نے دیکھا ہے کہ جناب چیئرمین صاحب ! اجلاس کی ریکوزیشن کرتے ہیں لیکن حکومت نہیں مانتی ۔ کمیٹی آرڈر دیتی ہے لیکن حکومت نہیں مانتی تو جب تک پریویلج ایکٹ نہ ہو اور اس کے لئے تنسیخ کا نظام نہ ہو ' اس وقت تک آپ یہ کام نہیں کر سکیں گے ۔ جناب والا! ہماری پانچویں کمزوری یہ ہے کہ گو سینٹ نے اپنے آپ کو متحرک بھی کیا ہے اور اپنے لئے اختیارات حاصل بھی کئے ہیں ' نیشنل اسمبلی نے بھی کیا ہے لیکن مشترکہ اجلاس ' اور مشترکہ کمیٹی ہمارے ہاں برائے نام ' نمائشی ادارے بن کر رہ گئے ہیں۔ محض سال میں ایک مرتبہ جناب صدر صاحب کی تقریب کی نمائش پر جانا یہ اس کا مقصد نہیں ہے۔ وہ لیجسلیشن کے لئے ایک اہم ادارہ ہے اور accountability کے لئے بھی۔ اس لئے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ جناب چیئرمین سینٹ اور قومی اسمبلی کے سپیکر مل کر اس معاملے میں ' مشترکہ کمیٹی بنانے میں initiative لیں اور مشترکہ sittings rules کو revise کرنے کی اور اس کو متحرک کرنے کی کوشش کریں۔ جناب والا! چھٹی چیز شعبہ تحقیق ہے ۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ممبرز کو ٹیکنیکل ' لیجسلیٹو assistance ملے ۔ آپ نے اس معاملے میں آغاز کیا ہے لیکن ابھی یہ بالکل ناکافی ہے۔ اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔

جناب والا! مجھے آپ ایک بات کی اجازت دیں اور وہ یہ ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کم از کم اس ایوان کے سامنے کھل کر یہ بات آئے کہ الحمد للہ جہاں اس ایوان نے بہت کام کیا ہے ۔ اس کے کریڈٹ میں بیشمار چیزیں آتی ہیں لیکن وہاں جب میں pending کام کی فہرست دیکھتا ہوں تو میرا سر شرم سے جھک جاتا ہے ۔ میں دیکھتا ہوں کہ حکومت کے ایسے دو بل موجود

ہیں جو سینٹ نے منظور کئے ہیں ، اسمبلی نے منظور نہیں کئے ہیں ،معلق ہیں ، آج تک ان کی قسمت کا فیصلہ نہیں ہوا ۔ میں دیکھتا ہوں کہ حکومت کے سترہ بل اس ایوان کے سامنے زیر غور ہیں۔ جن میں سے ایک 1987 سے ہے ، ایک 1994 سے ہے اور پندرہ بل 1996 سے ہیں ۔میں دیکھتا ہوں کہ پرائیویٹ ممبرز بل ، اور یہ سینٹ کا بہت بڑا کریڈٹ ہے کہ پرائیویٹ ممبرز بل 30 pending اور جو میں نے اندازہ کیا ہے تقریباً 45 پرائیویٹ بل ہیں جو اس سینٹ کے اندر پچھلے 12 سالوں میں introduce ہوئے ہیں جب کہ حکومت کی طرف سے اتنے بل یہاں نہیں آئے ہیں لیکن میں یہ دیکھتا ہوں کہ ان pending 30 بلز میں سے ایک 1988 سے ہے ، ایک 1990 سے ہے، ایک 1993 سے ہے ، ایک 1992 سے ہے ، تین 1994 سے ہیں ، دو 1993 سے ہیں ، دو 1995 سے ہیں اور انیس 1986 سے pending ہیں ۔یہ چیز اس بات کی آئینہ دار ہے کہ ہم اپنے فرائض ادا نہیں کر سکے ، ہماری کمیٹیاں بھی ان کا حق ادا نہ کر سکیں ، وہ رپورٹیں یہاں نہیں آئیں اور ہم قانون حاصل نہ کر سکے ۔

جناب والا! اگلی چیز پریویلج موشن ہے ۔جناب والا! 57 پریویلج موشن اس وقت pending ہیں ۔ ان میں سے 41 کمیٹی کی زد میں ہیں اور جناب والا! وہ کہتے ہیں کہ ہم سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لیں ۔میں آپ کی خدمات کا بے حد ممنون ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اس ایوان کو عزت دی ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ 16 چیئرمین رولنگز pending ہیں ۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ایوان نے اس مسئلے کا فیصلہ کر لیا ہے اور پریویلج موشن کے معنی ہیں کہ ہر چیز کے اوپر ترجیح دینا ہے ، حتیٰ کہ لیجسلیشن کے اوپر بھی لیکن اگر پریویلج موشن میں pending رولنگز ہوں تو یہ ہمارے لئے کوئی اچھی بات نہیں ہے ۔ ایڈجرنمنٹ 33 ایسی ہیں جو pending ہیں اور کئی ان میں ایسی ہیں جو in writing ہو گئی ہیں لیکن پھر بھی وہ ہماری لسٹ میں موجود ہیں۔ ایک موشن 444 اور پانچ موشن 194 ایک ریزولوشن ، دو سپیشل کمیٹی کی رپورٹ اور بارہ اسلامک کونسل کی رپورٹس۔ جناب والا ! یہ آپ کا pending کام ہے۔ میرا فرض ہے کہ میں اپنی ناکامی کا اعتراف کروں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان تمام چیزوں کو بطور ایجنڈا اپنے آنے والوں کے ساتھ رکھوں کہ آپ کو یہ کام سرانجام دینا ہے ۔ اس کے بعد میں آپ کا بےحد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اتنا موقع دیا۔ بس بات ختم کرتے ہوئےمیں اتنا مزید کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں نئی حکومت کو ایک غیر معمولی منڈیٹ ملا ہے ، قوم نے آپ سے بہت سی امیدیں وابستہ کی ہیں وہیں آپ کی

ایک بہت بڑی آزمائش اور امتحان بھی ہے اور اگر خدا نخواستہ آپ امتحان میں پورے نہ اترے تو یہ صرف آپ کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ ملک میں جمہوریت کے مستقبل کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے خدا را ! آپ ذمہ داری اور محنت کے ساتھ اس کام کو کریں ۔ محض الیکشن احتساب نہیں ہے۔

بلا شبہ الیکشن ایک قسم کا احتساب ہے لیکن وہ اس کا مساوی ہے۔ آپ کو احتساب کرنا چاہیئے ۔ احتساب کے بغیر یہ ملک پاک نہیں ہوگا۔ احتساب محض سول سرونٹس کا نہیں۔ بیوروکریٹس کا بہت ضروری ہے لیکن سیاستدانوں کا بھی۔ ان لوگوں کا بھی جو کسی بھی مقام پر، خواہ ان کا تعلق فوج سے ہو، جوڈیشری سے ہو، سیاست سے ہو، بیوروکریسی سے ہو، جو بھی اختیار کے مقام پر آئے، اس کا احتساب ہونا چاہیئے اور انصاف سے، بے لاگ اور کسی سیاسی مفادات کے بغیر ہونا چاہیئے۔

دوسری بات یہ ہے جناب والا! صحیح طرز حکمرانی، جو اس ملک کا اصل مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ good governance ہمارے ہاں ناپید ہے۔ جمہوریت کا معنی ہے the rule of law جمہوریت نام ہے good governance کا۔ جمہوریت یہ نہیں ہے کہ آپ بادشاہوں کی طرح جس کے سر پر چاہیں تاج رکھ دیں اور جس کے ہاتھ میں چاہیں ہتھکڑی لگا دیں۔ جمہوریت نام ہے قانون کا بالا تر ہونا۔ جب تک کہ آپ یہ نہیں کریں گے ۔ آپ معاملات کو درست نہیں کر سکتے۔

تیسری اور آخری بات یہ ہے جناب والا ! حقائق کا سامنا کیجیئے۔ میں welcome کرتا ہوں قرض اتارو ملک سنوارو تحریک کو۔ یہ ایک بروقت کوشش ہے لیکن آپ محض قرض لیکر قرض کے بوجھ سے نہیں نکل سکتے۔ میں کہتا ہوں کہ اب یہ بھی ہونا چاہیئے کہ قرض ادا کرو۔ جن لوگوں نے قرض لئے ہیں۔ ۱۲۰ سے ۱۴۰ بلین روپے کے قرضے وہ ادا کریں۔ آپ یہ مہم بھی چلائیں کہ ٹیکس دو۔ جن لوگوں نے ۱۰۰، ۱۱۰ بلین کے جو ٹیکس ادا نہیں کئے ہیں وہ آئیں اور ٹیکس دیں۔ آپ یہ مہم بھی چلائیں کہ ملک سے باہر جو دولت لے گئے ہو، وہ واپس لاؤ۔ وہ دولت آئے گی تو آپ کے مسائل حل ہوں گے۔ اپنے طرز زندگی کو بدل لیجیئے۔ تاکہ ہم جو اپنے وسائل سے زیادہ طرز زندگی گزار رہے ہیں۔ top سے لیکر bottom تک ۔ جب تک کہ آپ طرز زندگی کو بدل نہیں لیں گے۔ جب تک کہ آپ پیداوار نہیں بڑھائیں گے، جب تک آپ عالمی مسابق میں آگے نکلنے کے لائق نہیں بنیں گے، جب تک آپ تعلیم نہیں بڑھائیں گے، جب تک آپ ایک دوسرے کی جان

اور مال کو تحفظ نہیں دیں گے۔ یہ ہے good governance ا گر یہ آپ کرتے ہیں تو یہ ملک ترقی بھی کرے گا ورنہ محض مینڈیٹ کی رٹ لگانا اورمحض gimmick سے آپ معاملات کو حل نہیں کر سکتے۔ جناب والا! میں بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین - چوہدری شجاعت حسین صاحب، پوائنٹ آف آرڈر۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! ابھی رضا ربانی صاحب نے لاء ایڈوائزر پر اعتراض کیا تھا ۔ تو میں نے ان سے بات کی ہے وہ اپنے آفس میں موجود ہیں لیکن وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ کیئر ٹیکر گورنمنٹ کے دوران رضا ربانی صاحب نے یہ اعتراض کیا تھا کہ ایڈوائزر یہاں پر بیٹھ نہیں سکتے۔ ا گر وہ اعتراض نہ کریں تو وہ آنے کو تیار ہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین - اس پر میں نے رولنگ دے دی تھی کہ لاء ایڈوائزر یا اس وقت شاہد جاوید برکی ایڈوائزر تھا تو وہ ایوان کی کارروائی میں شرکت کر سکتے ہیں۔ لہذا میرے خیال میں وہ آ جائیں تو اچھا ہو گا۔ جی بھنڈر صاحب ، آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین - نہیں ، میرے خیال میں ، میں ان لوگوں کو ترجیح دوں گا جو ریٹائر ہو رہے ہیں تو پھر ا گر اس کے بعد وقت ہوا تو آپ کو وقت دوں گا۔ جی ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان - جناب چیئرمین! آپ نے اچھا کیا کہ راجہ ظفر الحق صاحب کی تقرری کا آپ نے بتا دیا لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ اب وہ کونسی نشست پر تشریف رکھیں گے۔

جناب چیئرمین - وہ دیکھی جائے گی۔ جب لیڈر بن جاتا ہے تو حق ہوتا ہے جس نشست پر مرضی ہو بیٹھ جائیں۔ جی حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد - شکریہ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! اس ایوان میں ہی نہیں اس دنیا میں جو بھی آتا ہے اسکو جاناہوتا ہے۔ بعض دوستوں کا پہلا دن ہے۔ بعض کا آخری دن اور آپ جیسے خوش نصیب ہیں کہ جن کا پہلا بھی دن ہے اور آخری بھی دن ہے۔

جناب چیئرمین ! جب تک دنیا قائم ہے ، ادارے قائم ہیں، افراد آتے جاتے رہیں گے۔ آج اس سینٹ کے 46 ارکان ریٹائر ہوں گے اور کل ہمارے 46 نئے ساتھی حلف اٹھائیں گے۔ لیکن

دیکھیئے افراد ریٹائر ہوئے ' ادارہ قائم ہے اور یہ ادارہ چلتا رہے گا۔ تبدیلیاں آتی رہیں گی۔ راجہ ظفرالحق صاحب ہمارے قائد حزب اختلاف تھے اور اسی ایوان میں ہم کہتے رہے کہ حالات ایک طرح کے نہیں رہتے آج حزب اختلاف میں بیٹھے ہوں گے تو وہ کل اقتدار میں آ سکتے ہیں ۔ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے جناب راجہ ظفرالحق صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں' اس وقت مجھے ملک قاسم مرحوم بھی یاد آتے ہیں' اللہ کرے کہ یہاں اختیارات کا توازن برقرار رہے ۔

جناب چیئرمین! پارلیمانی نظام میں اس ایوان کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے اور یہی بات ہے کہ آج افراد جا رہے ہیں اور وہ جمہوری ادارہ باقی ہے ۔ لیکن آج ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ تمام جمہوری ادارے ' عدلیہ کے ادارے اور ملک کے تمام اداروں کو ایسا مضبوط بنایا جائے کہ افراد چلے جائیں لیکن ادارے برقرار رہیں۔ لیکن ایسے ادارے بھی موجود ہیں ' اس پارلیمنٹ کی ایوان زیریں میں ایک ایسا ادارہ ہے جہاں افراد کو نکالے جانے کے لئے اس قومی اسمبلی کو توڑا جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ادارے موجود رہیں ' اختیارات کا توازن رہے 'پارلیمنٹ کے دونوں ادارے مستحکم رہیں تو جناب چیئرمین' پارلیمانی نظام احسن طریقے سے چل سکتا ہے۔ یہ کبھی دن ہے ' کبھی رات ہے۔ اس ایوان میں پارلیمنٹ کے اندر مقیدافراد کے لئے جو ارکان نظر بند یا جیل میں ہوں ' ان ارکان کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی ' اس پر عمل درآمد ہوا ' اس عمل درآمد کے ساتھ حالات بدلے لیکن ایک ایسا دور بھی آیا کہ اس قانون کے لئے اپوزیشن ' چیئرمین کے اختیار کے لئے ' اس ایوان کی بالادستی کے لئے ' اپوزیشن وا ویلا کرتی رہی' روزانہ ہم یہاں سے واک آؤٹ کرتے رہے ۔ اور ہم نے کہا یہ وہ قانون ہے جو اس دور میں بنایا گیا تھا جو آپ کی ضرورت تھی اور اس قانون پر عمل درآمد کے شاید یہاں پر ثمرات بھی موجود ہیں ۔ لیکن جناب چیئرمین ! ہم روزانہ اس ایوان سے اس کے لئے واک آؤٹ کرتے رہے۔ آج میں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر کل وہ افراد وہ میرے دوست جو اُس طرف بیٹھے تھے ' اس چیئرمین کے اختیارات کے لئے ' اس ایوان کی بالادستی کے لئے اگر وہ سرتسلیم خم کرتے تو شاید انہیں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا ۔ آج وہی قانون ہے ' آج نصیراللہ بابر کی جگہ چوہدری شجاعت بیٹھے ہیں ' آج سعید قادر کی جگہ آصف زرداری جیل میں ہے ' آج سعید قادر کو لانے کی بجائے آصف زرداری کو لایا جائے گا۔ لیکن جناب چیئرمین! وہی قانون ہو گا' وہی چیئرمین کا production order ہو گا۔ لیکن آج میں دیکھوں گا کہ کیا جس طرح ہم ان کے لئے واک آؤٹ کرتے رہے' کیا راجہ ظفر الحق صاحب ملک قاسم کی طرح بےبس

ہوں گے کہ وہ سعید قادر کو نہیں لا سکے یا پھر اپوزیشن کو ہماری طرح واک آؤٹ کرنا پڑے گا۔

یہ وہ حقائق ہیں جو ہمارے سامنے آتے ہیں اور اگر ہم نے اداروں اور اختیارات کی بالادستی کو بالائے طاق رکھا تو یقیناً آج یہ افراد جائیں گے لیکن اللہ کرے کہ یہ ادارے موجود ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ قومی اسمبلی بھی اسی انداز میں برقرار رہے۔ آج چالیس سینیٹر ریٹائر ہوں گے، قومی اسمبلی میں کسی کی حکومت چلی جاتی ہے، تحریک عدم اعتماد آتی ہے، اکثریت کھو بیٹھتے ہیں یا مدت پوری کی جاتی ہے لیکن قومی اسمبلی کا جناب چیئرمین! ادارہ برقرار رہے، جس طرح آج کے بعد کل سینٹ کا ادارہ بھی برقرار رہے گا۔ لیکن آج ہم، راجہ صاحب یہ کہیں گے کہ نواز شریف صاحب کو دو تہائی سے زیادہ اکثریت حاصل ہے، آج ہم توقع رکھیں گے کہ وہ اس پارلیمنٹ پر لٹکتی ہوئی تلوار کو ختم کریں، اسے ہٹائیں اور جناب چیئرمین! میں یہ سمجھوں گا کہ یہ اعزاز بھی سینٹ کو حاصل ہے کہ ایوان بالا کے آٹھویں ترمیم میں صدر کو دیئے گئے صوابدیدی اختیارات میں ترمیم کے لئے آج بھی میری اور منظور گچکی صاحب کی آئینی ترامیم کمیٹی کے سامنے موجود ہیں۔ اور اگر ہم یہاں پارلیمانی نظام چلانا چاہتے ہیں، ہم یہاں پر صوبوں کو مرکز کے ساتھ مربوط اور مستحکم دیکھنا چاہتے ہیں، پھر اس کے لئے ایک ہی واحد سہارا ہے اور وہ ہے سینٹ اور ایوان بالا، یہاں پر صوبوں کی مساوی نمائندگی ہے، آبادی کے تناسب سے نہیں صوبوں کے حوالے سے نمائندگی ہے۔ ہم چاہیں گے، اور ہم نے بارہا گزشتہ چھ سالوں میں، میں نے اور میرے بلوچستان کے سینیٹرز نے ایک ہی بات کی ہے کہ سینٹ کو بااختیار بنایا جائے۔ جہاں پر سینٹ کے چیئرمین کے production orders کو کوئی نہیں مانتا۔ اس وقت یہاں پر سینٹ کو مالیاتی بل اور بجٹ پر بحث کے اختیارات کے لئے بھی ہم نے آواز اٹھائی ہے اور انشاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے دوست بھی اس آواز کو بلند کرتے رہیں گے۔ یہاں پر صوبوں کے درمیان جب بھی کوئی چپقلش ہوئی اس کی بنیاد مالیاتی امور ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم چاہتے ہیں جیسا کہ پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ سینٹ کو بالغ رائے دہی کی بنیاد پر منتخب کیا جائے۔ لیکن پہلے قومی اسمبلی کے انتخابات کے لئے کوئی ایسا نظام مرتب کیا جائے تا کہ کم از کم دھاندلی کے جو الزامات لگتے ہیں ان کا سدباب ہو سکے۔

جناب چیئرمین! میں یہی گزارش کروں گا کہ سینٹ کے اختیارات پر نظرثانی کی جائے اور چھوٹے صوبوں کو مطمئن کیا جائے تا کہ ان کی جو آخری امید اور سہارا سینٹ ہے اس کو

مالیاتی امور کے حوالے سے حصہ مل سکے۔ آج بھی ہم کہتے ہیں، یہاں پر one party government کی بات کی جاتی ہے جناب چیئرمین ! ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں، جسے قوم اکثریت دے، one party government ہو، جناب چیئرمین ! one family governmentہو، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں، لیکن جہاں پر one family government ہو پھر وہاں پر صوبوں کے مفادات کی بات بھی کی جائے او صوبوں کے مفادات اور وہاں کے علاقائی مسائل اور علاقائی صورتحال کے حوالے سے تعیناتی کی جائیں۔جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ جب چیئرمین سینٹ کا انتخاب ہوا، پہلی بات جب ہم سینٹ میں آئے تھے، اس موقعہ پر نواز شریف صاحب نے پارلیمانی اجلاس میں تمام سینیٹرز سے یہ پوچھا کہ کس صوبے سے چیئرمین سینٹ ہونا چاہیئے، کسی نے کہا صوبہ سرحد سے، کسی نے کہا بلوچستان سے، کسی نے کہاں فلاں جگہ سے، جب مجھ سے پوچھا گیا کہ جناب والا! چیئرمین سینٹ پاکستانی ہونا چاہیئے۔

(تالیاں)

پاکستانی ہونا چاہیئے، لیکن یہ بھی سمجھیں کہ پاکستان صرف لاہور اور اسلام آباد کا نام نہیں۔ پاکستان میں گوادر بھی ہے، پاکستان میں چاغی بھی ہے، پاکستان میں چھوٹے علاقے بھی ہیں، وہ صوبے بھی ہیں، اگر ایک طرف وسیع الظرفی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے تو دوسری جانب سے بھی اسی انداز میں اس کا مثبت جواب دیا جائے۔ یہ اچھی بات ہے کہ چوہدری شجاعت صاحب موجود نہیں ہیں، میں نے اخبار میں پڑھا کہ نواب بگٹی اور سردار عطا اللہ مینگل چوہدری صاحب کے مہمان ہوں گے۔ خبر پڑھتے ہی میں کانپ گیا کہاچھا ! مہمانداریاں شروع ہوگئیں، لیکن بعد میں پتہ چلا کہ یہ مستقل مہمان نہیں ہیں بلکہ جگہ کی قلت کی وجہ سے، چونکہ بلوچستان ہاؤس میں جگہ نہیں تھی تو انہوں نے ان کو مہمان بنایا۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر انداز یہی رہا تو پھر یقیناً چھوٹے صوبوں کے ان مسائل کو اس انداز میں نہیں لیا جائے گا ۔ میں گزارش کروں گا کہ جناب جو بھی صورتحال ہو، میں نام نہیں لیتا، اس کے بارے میں، میں نہ کہتا کہ نواز شریف صاحب یہاں پر ہیں، شہباز شریف وہاں پر ہیں، ایک اور ان کے بھائی ہیں، کیا نام ہے ان کا؟ انہیں اگر بلوچستان بھیجیں، ہم تو غریب لوگ ہیں، ہم تو سب کو welcome کہیں گے، ہم تو عمران اللہ خان جو اوجڑی کیمپ کے سربراہ تھے ان کو بھی ہم نے ابھی تک برداشت کیا ہے۔ لیکن جناب چیئرمین! صوبوں کے حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا کہ اختیارات میں بھی یہ دیکھا جائے کہ

صوبے کے کیا اختیارات ہیں۔ MRD کے دور میں بھی، پچھلے دور میں بھی ہم یہی گزارش کرتے رہے ہیں کہ صوبائی خودمختاری کے حوالے سے تمام جماعتوں نے، ملک قاسم مرحوم اللہ ان کی مغفرت کرے، ان کی سربراہی میں ہمارے تمام ساتھی تھے، ہم نے بیٹھ کر صوبائی خود مختاری کا چارٹر تیار کیا، اس پر تمام جماعتوں کے رہنماؤں نے دستخط کئے، لیکن حکومت نے اقتدار میں آنے کے بعد اسے نظر انداز کیا۔ ایک ایسا دور بھی آیا کہ پنجاب نے صوبائی خود مختاری کا علم بلند کیا جناب چیئرمین! ہم نے کہا کہ جب ہم یہ علم بلند کرتے رہے اس وقت ہمیں غداری کا طعنہ دیا گیا اور ہم پر الزام لگایا گیا۔ جناب چیئرمین! ہم چاہتے ہیں کہ صوبائی خود مختاری اور اختیارات کا توازن طے کیا جائے کہ چیئرمین سینٹ کے کیا اختیارات ہیں، کیا وہ کسی محبوس رکن سینٹ کو اجلاس میں بلا سکتے ہیں کہ نہیں۔ صدر کے کیا اختیارات ہیں کیا وہ بیٹھے بیٹھے اسمبلی کا شکار کھیل سکتے ہیں۔ چیف آف آرمی سٹاف کے کیا اختیارات ہیں، کیا اسلم بیگ کی طرح ریٹائرمنٹ کے بعد وہ اعلان کریں گے کہ الیکشن میں، میں نے 16 کروڑ خرچ کیا، کیا جنرل حمید گل کی طرح ریٹائرمنٹ کے بعد وہ کہیں گے کہ جناب I.J.I میں نے بنوائی تھی۔ جناب چیئرمین! اختیارات کا توازن ہو، مسعود شریف ہو، مسعود محمود ہو یا آئی جی، یا ڈی آئی جی ہو، اگر اختیارات کا توازن نہیں ہو گا تو پھر ایک سپاہی کی گولی سے وزیراعظم کا شوہر بھی مر سکتا ہے۔ اور یہاں پر اس ایوان میں نصیر اللہ بابر صاحب سے انہوں نے کہا کہ ہم نے کہا کہ قانون کے مطابق برتاؤ کرو، شاید یہ ریکارڈ پر ہے، ہم نے اٹھ کر کہا کہ وہاں قانون ہی یہ تھا کہ جس کو دیکھو اسے گولی مارو۔ انہوں نے کراچی میں قانون کے مطابق برتاؤ کیا۔ جناب چیئرمین! اختیارات کا توازن آئین کے مطابق چاہے صوبوں کے حوالے سے ہو، چاہے چیئرمین سینٹ کے حوالے سے ہو، چاہے سپیکر کے حوالے سے ہو، اسے ہمیں طے کرنا چاہئے اور اس موقعے پر جب ہمارے سامنے ایک ایسی حکومت ہے جس کے پاس دو تہائی سے زیادہ اکثریت ہے جناب چیئرمین! ان تمام مسائل کو ہم حل کر سکتے ہیں، ایوب خان کا دور ہو، ذوالفقار علی بھٹو کا دور دیکھیں، یحییٰ خان کا دور دیکھیں، ضیاء الحق کا دور دیکھیں، جونیجو کا دور دیکھیں، بینظیر بھٹو صاحبہ کا دور دیکھیں، غلام مصطفیٰ جتوئی صاحب کا دور دیکھیں۔ اس کے بعد نواز شریف صاحب وزیراعظم بنے، پھر بلخ شیر مزاری وزیر اعظم بنے، پھر نواز شریف صاحب وزیراعظم بنے، پھر معین قریشی صاحب وزیراعظم بنے، ہم ان تمام ادوار کو دیکھیں لیکن ہمارے پاس اختیارات کے حوالے سے توازن کا کوئی فارمولا نہیں۔ اور جب بھی یہ ہوتا ہے کہ فلاں نے کرپشن کیا، جناب چیئرمین!

میں اپنی بات مختصر کرتا ہوں ، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جب اختیارات کا توازن ہو گا' 58(2)B میں جو اختیار ہے جب تک وہ موجود ہے' اس پر عملدرآمد ہوتا رہے گا' جب سردار فاروق احمد خان لغاری صدر بنے تھے تو ان ہمارے ساتھیوں نے کہا تھا کہ آج کے بعد 58(2) B کو بھول جائیں۔ اعتراز صاحب نے کہا تھا ، رضا ربانی صاحب نے کہا تھا' پیپلز پارٹی والے کہہ رہے تھے لیکن جناب چیئرمین! آئینی جو اختیار موجود ہو گا وہ استعمال کے لئے ہو گا اور استعمال ہو کے رہے گا اور یہی ہوا' استعمال ہوا۔ آج بھی ، کل کسی نے مجھ سے پوچھا کہ جناب صدر اور نواز شریف کے درمیان کوئی چپقلش ، اختلافات۔ میں نے کہا کہ اختلافات تو ہم پلہ شخصیات کے درمیان ہوتے ہیں اور جب یہ صورتحال ہو گی پھر تو ایٹمی دور کی طرح کوئی لڑائی ہو گی۔ جو پہل کرے وہی بچے گا یا ان کے پاس اکثریت ہے یہ بل پاس کر کے 58(2) B کو ختم کریں گے یا وہ عزیز ہم وطنو! کہہ کر اسمبلی کو ختم کرے۔

جناب چیئرمین! آخر کب ہم اس مرحلے پر پہنچیں گے ، کب ہم اس مقام کو پہنچیں گے ۔ جب اپنے اداروں کو بچانے کے لئے اور اختیارات کے لئے جناب ، چیئرمین سینٹ ، اسپیکر کی لڑائی ہے' وزیر خارجہ ، وزیر داخلہ کی لڑائی ہے ۔ آخر یہ کیا ہے اختیارات نہیں ہیں اور جس کے پاس جو بھی اختیارات ہیں جناب چیئرمین! اسے استعمال کیا جا رہا ہے۔ کرپشن کی بات کی جاتی ہے جناب چیئرمین! اب یہ بارش ہو رہی ہماری چھت تو پہلے ٹپکتی ہی رہی ہے۔ اب یہ کرپشن سنٹر کی چھت بھی ٹپکنی لگی ہے۔ کل ہمارے معزز مہمان آئیں گے۔ 65 کروڑ روپے کی لاگت کی جو بنائی گئی تھی اخبارات میں آیا' ایک ارب تک پہنچا جی۔ لیکن کمیٹی بنی یا جو کمیشن بنا اس نے بھی کمیشن لے لیا ہے جناب چیئرمین۔ کیا ہوا پروپیگنڈہ ہوا۔ ہم ابھی آ رہے تھے کسی نے مجھے راستے میں کہا کہ وہ چھت پر پلاسٹک چڑھا رہے ہیں میں نے کہا کہ ہے ہی وہ پلاسٹک کی۔ آج آپ اس چھت پر جائیں لوگ چڑھے ہوئے ہیں اور وہ سوراخ بند کر رہے ہیں جو کرپشن کے سوراخ تھے۔ جناب چیئرمین! احتساب کب ہو گا ، کس کا ہو گا' کون کرے گا؟

جناب چیئرمین! پارلیمنٹ موجود ہے' دونوں ایوان موجود ہیں۔ جناب میں مختصراً یہ بات کرتا ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہر ایک قوم کا فرد چاہتا ہے کہ ہم آزاد رہیں' کرپشن نہ ہو لیکن اس کے لئے جناب چیئرمین! عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ ہم نے بارہا کہا ہے کہ پارلیمنٹ ایک ایسا ادارہ ہے جو سب سے بڑا محتسب ثابت ہو سکتا ہے لیکن اگر پارلیمنٹ کو بااختیار رکھا جائے اور وہ

احتساب کرے۔ اچھی بات ہے جی ہماری تنظیمیں چندہ کر تی ہیں' مدارس میں چندہ کرتے ہیں۔ اب تو اعجاز الحق صاحب بھی چندہ کر رہے ہیں۔ سب چندہ کر رہے ہیں۔ قرض لے کر اور چندہ کر کے ، قرض اتاریں' اچھی بات ہے۔ جناب چیئرمین! قوم نے یہ محسوس کیا تھا عوام یہ سمجھ رہے تھے کہ محترم نواز شریف صاحب کو اتنا بڑا mandate ملا ہے اور یہ اس لئے کہ یہ پورے ملک کو قرضے سے نجات دلائیں گے جو قرض ہمارے اوپر ہے لیکن اب پتا چل رہا ہے کہ صرف اس قسط سے نجات دینے کے لئے تمام تر توانائیاں صرف کی جا رہی ہیں۔ قوم سے قرضہ لے کر آپ قرضے ادا کریں گے۔ قوم بیچاری مخلص ہے ، محنت کش افراد بھی دیں گے جناب' چندہ دیں گے' قرضہ دیں گے ، قرض حسنہ دیں گے ، قرض صحیحہ دیں گے ، دونوں دیں گے لیکن جناب چیئرمین! انہیں تاج کمپنی بھی یاد ہے ' Co-operative scandals بھی یاد ہیں۔ کیا ایک کوئی نیا سیکنڈل بنے گا۔ جس طرح پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ کھربوں روپیہ جن لوگوں نے معاف کرایا جن کے اوپر ہے۔ آخر وہ کون وصول کرے گا جناب چیئرمین۔ محتسب بھی بنا' کمیشنر صاحب بھی بنے' سب کچھ ہوا لیکن آج اس طرف سے جناب چیئرمین! ہم نے آنکھیں بند کی ہیں۔ میں آخری گزارش کروں گا سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارے دوست بیٹھیں ہیں ہم گھنٹوں بولتے ہیں اس کا کوئی فائدہ۔ قائد ایوان صاحب موجود ہیں۔ پچھلے دور میں بھی وزیر اعظم صاحب یہاں نہیں آ سکے۔ بار ہا ہم نے کہا لیکن اب ٹیلیفون کریں۔ اب ہمارے جو ارکان پارلیمنٹ ہیں جن کا مسلم لیگ سے تعلق ہے ۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کوئی رونمائی ہوئی انہوں نے کہا کہ بڑی کوشش کی ہے وہ ٹیلیفون سننے کے لئے فارغ ہی نہیں ہیں۔ ایک ٹیلیفون ارکان پارلیمنٹ کے لئے رکھ لیں۔ کم از کم وہ بھی اپنی تجاویز دیں اگر یہاں آکر ، وزیر اعظم صاحب ارکان پارلیمنٹ کی تجاویز نہیں سن سکتے۔ اس پر عملدر آمد نہیں ہوتا۔ اپنے ارکان پارلیمنٹ کی رائے نہیں سنی جاتی' ان سے ملاقات نہیں ہو سکتی پھر کم از کم ایک ٹیلیفون کے ذریعے ، میں یہ کہوں گا کہ اگر گفتند ، نشستند اور برخاستند واجبات ہوں تو یہ چھ سال بھی گزر گئے' اگلے چھ سال بھی گزریں گے ۔ جناب میں عرض کروں گا کہ جس طرح پروفیسر صاحب نے تفصیل کے ساتھ فرمایا ؛ لیکن نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر آج تک جناب چیئرمین' نہ ہم بحث کرسکے نہ اس کے مطابق ہم قانون سازی کرسکے۔ آئین کے آرٹیکل 230 کے تحت ہم پہ لازم ہے بحیثیت رکن پارلیمنٹ کہ ہم اس پر بحث کریں۔ چھ سال میں جناب چیئرمین ، ہم نے بارہا ہر اجلاس میں اس کے حوالے سے

توجہ دلائی اور ہم نے ایجنڈے پہ رکھنے کی کوشش کی لیکن پچھلے دور میں کچھ نہ ہو سکا۔ آج ہمیں توقع ہے کہ راجہ صاحب قائد ایوان ہیں ' اسلامی نظریاتی کونسل کی ان رپورٹس کو زیر بحث لایا جائے گا اور اس پر جناب چیئرمین قانون سازی کی جائے گی۔

جناب چیئرمین! بلوچستان کے حوالے سے ہم نے ایک روایت یہاں پر قائم کی تھی۔ ہمارے صوبہ بلوچستان کے گذشتہ 6 سال میں 19 سینیٹرز تھے جن کا تعلق 10 مختلف سیاسی جماعتوں سے تھا۔ جس طرح پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ ہم نے ایک روایت قائم کی ' اختلاف بھی ہم نے رکھا لیکن ہم نے اس ماحول کو پرامن رکھنے کی کوشش کی اور 19 سینیٹروں نے یہاں پر اتحاد کا مظاہرہ کیا اور ہم نے اتحاد بنایا اور اس کی بنیاد ایک نقطہ پر تھی کہ صوبہ بلوچستان ہمارا جو صوبہ ہے آبادی کے حوالے سے اس صوبے کے مسائل کے بارے میں ہم اپنے سیاسی مفادات اور سیاسی پالیسیوں سے بالا تر ہوکر آواز اٹھائیں گے۔ ہم نے یہ نہیں دیکھا' پچھلے دور میں صوبے میں ہماری حکومت نہیں تھی لیکن جب وہاں فنڈز کا مسئلہ بنا ' مگسی صاحب کی حکومت تھی ہم نے اجلاس بلوایا اور ہم نے اس کیلئے لڑائی لڑی۔ ہم توقع رکھیں گے کہ ہمارے بلوچستان کے ساتھی اور آنے والے دونوں اس اتحاد کو اور اس روایت کو برقرار رکھیں گے۔

جناب چیئرمین! میں آخری حد تک یہی گزارش کروں گا اور میں اپنی سطح پر بھی پہلے ہی یہ گزارش کرچکا ہوں کہ پارلیمنٹ احتساب کرے اور احتساب کیلئے ضروری نہیں ہے کہ جو شخص یہاں سے نکلے پھر اس کا احتساب ہو۔ جب ہم موجود تھے اس وقت بھی ہم نے کہا ہم احتساب کیلئے تیار ہیں آج میں ریٹائر ہورہا ہوں آج میں آپ کے سامنے ہوں میں اپنے آپ کو اس ایوان جس کا میں 6 سال سے زائد رکن رہا ہوں میں اس کے سامنے اپنے آپ کو احتساب کیلئے پیش کرتا ہوں۔ محتسب کے سامنے پیش کرتا ہوں ' ہر ایک ساتھی احتساب کیلئے اپنے آپ کو پیش کرے تاکہ جو روایات ہیں وہ ہم قائم کرسکیں۔ وزیر اعظم صاحب اپنے آپ کو احتساب کیلئے پیش کریں ' سابق وزیر اعظم صاحب جو ہیں وہ بھی اپنے آپ کو احتساب کیلئے پیش کریں۔ میں نے جناب چیئرمین! اپنے 6 سالہ دور میں' میں معذرت خواہ ہوں آپ سے بھی معافی کا خواستگار ہوں اکثر ساتھیوں کے حوالے سے میں نے کچھ جملے کہے ہیں۔ ہمارے بزرگ آس پاس بیٹھے رہتے ہیں۔ بیداری کے وقت میں بھی انہوں نے مجھے کبھی نہیں ٹوکا میں ان سے معافی چاہوں گا اگر میں نے ان کی شان میں کوئی گستاخی کی ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

جناب چیئرمین۔ جناب گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی۔ شکریہ ۔ جناب چیئرمین صاحب ! جناب والا ! پہلے تو میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بولنے کا موقع دیا اور اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کا مزید مشکور ہوں کہ آپ نے آج کے دن اجلاس بلاکر ہمیں کچھ کہنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین ! موقع ایسا نہیں ہے کہ تفصیلی تقاریر کی جائیں بہت سے ساتھی جو ریٹائر ہورہے ہیں وہ بھی بولنا چاہتے ہیں اور کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔ میں اپنی تقریر بہت محدود کروں گا اور جو اہم نکات ہیں جن کو کہ میرے دوستوں نے ابھی تک touch نہیں کیا ہے میں کوشش کروں گا کہ ان کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کروں۔

جناب چیئرمین ! سینٹ کا یہ الوداعی اجلاس یقیناً اہم بھی ہے اور اس میں ہماری قوم کو بھی گذشتہ conduct کا احتساب کرنا ہے اور ہمارے دوست جو آنے والے ہیں انہیں بھی ہماری performance دیکھنی ہے ۔ ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کر میں یہ سمجھتا ہوں جناب والا ! کہ سینٹ میں جس طریقے سے ہم نے performance دی ان تمام حقائق کو بھی آنے والے ساتھی اپنے سامنے رکھیں گے۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ رہنمائی حاصل کریں گے اس لئے کہ ان میں سے بہت سے ساتھی عالم فاضل اور ہم سے زیادہ قابل ہیں اور ہم سے بہتر جانتے ہیں لیکن کچھ تلخ حقیقتیں بھی ہمارے سامنے ہیں ان تلخ حقائق کو بھی اپنے سامنے رکھ کر آنے والے عرصے میں بہتر پرفارمینس دے سکیں گے ۔

جناب والا! کہنے کی حد تک تو سینٹ ہاؤس آف لارڈز ہے لیکن شکر ہے کہ یہاں اسے ہاؤس آف لارڈز نہیں کہا جا سکتا بلکہ اسے ایوان بالا کہا جاتا ہے اور کہنے کی حد تک تو یہ ایوان بالا ہے لیکن اختیارات کی حد میں اگر آپ جائیں تو یہ شاید کسی میونسپلٹی سے بھی کم اختیارات کا مالک ہے۔ جناب والا! جب ادارے بنائے جاتے ہیں تو ایک نکتہ نظر یہ ہوتا ہے کہ مسائل کی نشاندہی ہو ، جمہوری طریقے سے یہاں آئین اور قوانین بنائے جائیں اور وہ تمام مسائل جو قوم کو درپیش ہیں حتی الامکان ان کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔

جناب چیئرمین ! میں جمہوریت کو one man one vote کی حد تک محدود نہیں کرتا۔ میرے نزدیک جمہوریت ایک relative terminology ہے جس میں اگر آپ اپنے اردگرد لینے

والے مختلف طبقات، مختلف قوموں کے حقوق کی نگہداشت نہیں کر سکتے تو پھر وہ جمہوریت، جمہوریت کہلانے کے لائق نہیں ہے ۔ جناب والا! جمہوریت مزدوروں ؛ کسانوں ، اقلیتوں اور اس ملک میں بسنے والی قومیتوں کے حقوق کے تحفظ کا نام ہے ۔ جناب والا! بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ملک میں ان حقوق کو جس بے دردی سے پامال کیا گیا ہے اور روند ڈالا گیا ہے اس کی مثال اس زیمن میں بہت کم ملتی ہے۔ آج کا مزدور بے بس ہے، آج کا کسان نان شبینہ کا محتاج ہے۔ آج اقلیتوں کو دوسرے درجے کے شہریوں کی حیثیت سے جانا جاتا ہے ۔ آج nationality کے rights کا تصورختم ہو چکا ہے یا اسے ختم کیا گیا ہے اس صورتحال کی بنیادی وجوہات یہ ہیں کہ جب ایک ملک کے اندر وہ طبقات حاوی ہوں جو حقوق چھیننے والے ہوں ، جب ایک ملک میں وہ طبقات معاشی اور سیاسی طور پر اپنی گرفت مضبوط کئے ہوئے ہوں وہاں پر یقیناً 98 فیصد مخلوق کے حقوق غصب کئے جاتے ہیں اور ایسے socio economical set up میں جو بھی ادارے بنتے ہیں وہ ان استحصالی طبقات کی نمائندگی کرتے ہیں ۔جناب چیئرمین! ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم ہر مسئلے کے متعلق سطحی انداز میں سوچتے ہیں اور دیکھتے ہیں ۔ہم law of necessity کے تحت ، adhocism کے تحت ہر مسئلے کو دیکھتے ہیں ، ہر مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ملکوں میں اور قوموں میں یہ چیزیں نہیں دیکھی جاتیں ۔ ہر ملک میں حکمران یا ہر شخص جو اپنے وطن سے محبت کرتا ہے اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ ایسے institutions بنائے کہ جو مستقل ہوں اور جو ہمیشہ قائم و دائم رہیں اور یہ نہ ہو کہ آج ایک قانون ہے تو کل دوسرا قانون ہے اور پرسوں تیسرا قانون ہے ۔ یہ نہ ہو کہ غریب کے لئے اور قانون ہے اور امیر کے لئے ایک اور قانون ہے ۔ تو جناب والا! permanent institutions کی اس ملک میں ضرورت ہے جو کہ ابھی تک ناپید ہے ۔ جناب چیئرمین! مجھے نہیں معلوم کہ وہ دن کب آئے گا کہ اس ملک میں ، اس ملک کے نچلے طبقات یہ محسوس کریں کہ ان کی participation اس ملک کی حکمرانی میں ہے۔ میری دعا ہے کہ وہ دن آئے تا کہ اس ملک کے عوام کا یہ احساس محرومی ختم ہو ۔ جناب چیئرمین! سینٹ کے چھ سال میں ہم نے بہت کچھ پایا ، ہم نے یہ دیکھا کہ یہ ایک واحد ادارہ ہے اس ملک میں کہ جہاں پر کسی حد تک لوگ soberness کا مظاہرہ کرتے ہیں اگر میں یہ کہہ دوں کہ شاید یہ ایک واحد ادارہ ہے کہ جہاں پر سو فیصد performance ہے ان کی تو میں اس بات کو کہنے میں حق بجانب ہوں۔ یہاں پر جس صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا جاتا ہے ، یہاں پر جس انداز میں

debates کی جاتی ہیں ، وہ مبارک باد کے مستحق ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ہر ممبر بشمول آپ کے مبارک باد کا مستحق ہے ۔ میں یہ بتائے بغیر اپنی تقریر ختم نہیں کروں گا کہ جس طریقے سے ممبران نے اپنی غیر معمولی صلاحیت کا یہاں مظاہرہ کیا ہے اسی طرح آپ نے اس ہاؤس کو چلانے میں جس تدبر کا مظاہرہ کیا ہے وہ ایک مثالی کردار ہے۔ جناب چیئرمین! لیکن ساتھ ساتھ مجھے افسوس ہے کہ سینٹ نے اپنی تمام تر خوبیوں کے باوجود ملکی معاملات میں اپنی بے بسی کا اظہار کیا ہے یا کمزوری کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔ جناب چیئرمین! پاکستان کی تاریخ میں جس طرح کہ پروفیسر خورشید صاحب نے اور حافظ حسین احمد صاحب نے فرمایا کہ ممبران نے Private Member Bills پیش کئے ہیں اور move کئے گئے ہیں جو کمیٹیوں کے پاس موجود ہیں ۔ جناب چیئرمین! پاکستان کی تاریخ میں Private Member کی حیثیت سے میں نے جو بل پیش کئے ہیں وہ تقریباً ایک سو سے زیادہ Articles and sub-Articles پر مشتمل ہیں لیکن چار سال گزر گئے اور آپ کو حیرانگی ہو گی کہ ان بلوں میں آٹھویں ترمیم بھی ہے ، اس بل میں fundamental rights بھی ہیں ، اس بل میں ان تمام چیزوں کو cover دیا گیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ اس آئین کو بہتر کر سکتی ہیں لیکن جناب چیئرمین! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑا کہ کمیٹی میٹنگز میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف ، آٹھویں ترمیم کے معاملے میں دونوں کا رویہ ایک تھا ، صوبائی خود مختاری کے معاملے میں دونوں کا رویہ ایک تھا ہم دعوے دار ہوتے ہیں fundamental rights اور human rights کے لیکن وہاں بھی ہم نے دیکھا کہ رویہ ایک ہی تھا ۔ یہ جو تبدیلی ہمارے ملک میں آ رہی ہے یہ تو ایک قسم کا cosmetic change ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دلوں کے اندر یا اصولاً ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے صرف یہ ہے کہ ذاتی پسند اور نا پسند ، ذاتی جھگڑے ، سیاسی جھگڑے مجھے یہاں کہیں نظر آتے ہیں اس لئے کہ ان سب کا origin ایک ہے۔ کوئی گماشتہ سرمایہ دار ہے ، کوئی جاگیردار ہے ، کوئی سردار ہے ، ان کا کام ہی یہی ہے کہ وہ تمام چیزوں کو عوام کے سامنے نہ لائیں جن سے ان کو فائدہ پہنچتا ہو اور یہ amendments جس طریقے سے bulldoze کی گئیں اور ایک مقام ایسا آیا کہ انہوں نے کہا کہ amendments کو ختم کیا جائے اور ان کی ضرورت نہیں ہے اور کمیٹی میں ہم فیصلہ دے دیں گے کہ چونکہ دونوں major parties اس پر متفق نہیں ہیں اس لئے possible نہیں ہے کہ یہ دونوں Houses میں through ہو جائیں۔ جناب چیئرمین! یہ دلچسپی اور interest کی بات ہے۔

اب جناب والا! احتساب کی بات ہے ۔ جناب والا! کون کس کا احتساب کرے۔ ایک نے چار سال پہلے قوم کو لوٹا ، اس کے بعد آنے والوں نے مزید لوٹا اور مجھے اب بھی یہی لگتا ہے کہ یہ جو اس وقت اقتدار میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کا طریقہ کار وہی ہے کیوں کہ one plus one is two, one plus one is not three جب تک آپ اس ملک کے socio economical structure کو تبدیل نہیں کریں گے اس وقت تک اگر آپ یہ توقع رکھیں کہ آپ اس ملک میں کوئی تبدیلی لائیں گے یا ایک اس set up میں کوئی revolution لائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ہی غلط ہے۔ جوش ملیح آبادی کہتے ہیں کہ

سر یزید اتارے بغیر اے یارو

فقط حسین پہ آہ و فغاں سے کیا ہو گیا

جناب چیئرمین! جب تک آپ socio economic structure کو تبدیل نہیں کریں گے تو اس ملک کے عوام اسی طرح مصیبتوں میں مبتلا رہیں گے۔ اس ملک کی چھوٹی قومیتوں کا یہی حشر رہے گا جو آج ہے اور یہ سلسلہ چلتا ہی رہے گا ۔ جناب چیئرمین! یہ ادارہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں صوبوں کی equal representation ہے لیکن جناب والا! میں اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اس لئے کہ اگر آپ اس تعداد کو گن لیں تو ایک province کی نمائندگی دوسرے کی نسبت زیادہ ہے ۔ اس لئے کہ بلوچستان سے 19 آدمی آتے ہیں سندھ سے 19 آتے ہیں لیکن پنجاب سے 22 آدمی آتے ہیں اور فرنٹیئر سے 27 آدمی آتے ہیں ۔ اب آپ اسے کوئی بھی نام دے دیں ، فاٹا کا نام دے دیں، پاٹا کا نام دے دیں ، اپنی سہولت کے لئے کوئی نام دے دیں لیکن representation جناب والا ! equal نہیں ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ کم از کم اس ہاؤس کی بنیاد equal representation پر رکھی جائے ۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ فیڈرل کیپیٹل کو چار ممبر دیں لیکن ہر صوبے سے ایک بندے کو آپ سینٹ میں لے آئیں اسلئیے کہ اسلام آباد میں کتنی آبادی رہتی ہے۔ اگر وہ رہتے ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں جو مختلف صوبوں سے آئے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ آئین میں ، خدا کرے کہ آپ ؛ اور میری دعا ہے کہ آپ اس ایوان کے دوبارہ چیئرمین بنیں اور آپ کی guidance ہو، لیکن میری گزارش یہ ہے کہ کم از کم اس مسئلے کو آپ بھی سوچیں اور اس ایوان کے ممبران بھی اس کو دیکھیں۔ جناب والا! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ ہماری سینٹ اور سٹینڈنگ

کمیٹیوں میں جو رجحان ہمیشہ رہا ہے وہ یہ ہے کہ ان میں partisan role کبھی نہیں رہا ہے۔ میں یہ توقع رکھوں گا کہ سینٹ اپنی اس روایت کو برقرار رکھے گی اور اللہ کرے کہ ممبران اپنی terms پوری کریں کیوں کہ اس ملک میں یہ پتہ نہیں چلتا۔ یہ ایک ہی ادارہ جو permanent ہے جو چھ سال تک اپنے ممبران کو قائم رکھتا ہے لیکن کبھی اس کا بھی خطرہ ہوتا ہے اور نیشنل اسمبلی کا حال تو ماشاء اللہ آپ خود دیکھتے ہیں کہ آٹھ سال میں چار دفعہ اسمبلیاں ٹوٹی ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ نہ کرے کہ ایسا موقع آئے۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں، میں ان تمام دوستوں اور ساتھیوں کا بہت مشکور ہوں جنھوں نے ہمارے ساتھ تعاون کیا بلوچستان کے حقوق کے بارے میں، minority province کے حقوق کے بارے میں، انسانی حقوق کے بارے میں، پاکستان کے مظلوم طبقات کے حقوق کے بارے میں، ان کا میں بہت بہت مشکور ہوں اور آپ کا میں نہایت ہی تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے ہمیں موقع دیا اور ہمیشہ آپ کی مہربانی رہی ہے خاص طور پر بلوچستان کے حقوق کے بارے میں جو آپ نے ہمیں وقت دیا۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: جی جناب پیر اسرار شاہ صاحب۔ مولانا صاحب آج ان کو موقع دیا جا رہا ہے جو ریٹائر ہو رہے ہیں تو اس لئے میں گزارش کروں گا کہ یہ چونکہ ایک الوداعی سیشن ہے تو اس میں مختصر تقاریر اگر ہوجائیں تو مناسب ہو گا کیونکہ وقت بھی تھوڑا ہے۔ پیر اسرار صاحب۔

مخدوم سید محمد اسرارحسین شاہ: بہت شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے چند الفاظ کہنے کا موقع دیا۔ جناب والا! آپ کو علم ہے کہ میں ہاؤس کا سب سے کم گو رکن رہا ہوں ۔ لیکن بقول میر تقی میر، ان کا ایک شعر ہے :

میر جمع ہیں احباب حال دل کہہ دے
پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

جناب والا! سب سے پہلے میں اپنے نئے دوستوں کو آپ کی وساطت سے مبارکباد پیش کرتا ہوں جو اس ہاؤس کے نئے ممبر منتخب ہوئے ہیں ۔ خصوصی طور پر جناب چیئرمین! میں آپ کو اور قائد ایوان جناب راجہ ظفر الحق صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ ایک بار پھر اس august House کے ممبر منتخب ہوئے ۔ جناب چیئرمین ! بطور Member, Senate of

Pakistan میرا آج آخری دن ہے۔ لیکن مجھے انتہائی خوشی ہے کہ میں نے اپنا چھ سالہ tenure آپ کی chairmanship میں گزارا۔ قائد ایوان راجہ ظفر الحق صاحب اور باقی تمام سینیٹر صاحبان جن کے ساتھ مجھے کام کرنے کا موقع ملا ان تمام حضرات کے تعاون پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میں سینیٹ سے بہت اچھی یادیں لے کر جا رہا ہوں۔ یہ میری زندگی کے لئے قیمتی سرمایہ ہے۔ جناب والا! آپ کی اور دیگر سینیٹر حضرات کی دوستی پر مجھے ناز ہے اور رہے گا۔ جناب چیئرمین! آپ نے جس خوش اسلوبی اور احسن طریقے سے اس ہاؤس کو چلایا ہے شاید اور کوئی نہ چلا سکتا۔ اس لئے میری یہ خواہش ہے اور اس کے لئے میں اپنے نئے اور پرانے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ وہ اس ایوان کے ممبر رہیں گے کہ وہ قیادت کو مجبور کریں کہ آئندہ tenure کے لئے جناب کو بطور چیئرمین سینٹ امیدوار نامزد کریں۔ بہت بہت شکریہ جناب والا۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی پیر صاحب۔ آپ کی تقریر کے بعد تو دل کرتا ہے کہ پانچ منٹ اور دے دیئے جائیں ان کو۔ جی جناب جام صاحب۔

Jam Kararuddin: Thank you, Mr. Chairman, that you have given me a time on the last day of my retirement as a Senator to express my few views before this House. Mr. Chairman, when I was elected and came to this House as a Senator in 1991, during the last six years, I have gained a much from the honourable Senators and I had an opportunity to hear so many Senators belonging to any political group or any religious group and their views and their thoughts have no doubt enriched my knowledge and their views and thoughts *"Insha Allah"* would serve as a beacon like to me in my political life.

The atmosphere in this Upper House was absolutely different from that which was prevailing in the National Assembly. Whenever the session took place in the National Assembly then there was an impression outside the House that the National Assembly is nothing but it is just like fish market.

These sorts of sarcastical remarks we did not hear outside the Senate and everybody was full in praise so far as the proceedings of the Senate were concerned. We saw the spirit of accommodation and tolerance among our Senators and here the stuff that they have displayed in the course of their speeches and in other business of the House was, no doubt, remarkably high.

Mr. Chairman, I shall be failing in my duty if I also don't pay tributes to you that when you were elected as a Chairman of this House in 1991 and again in 1994, this twice election of yours as a Chairman of this august House undoubtedly reflects the competence and capability of yours to run this House. Few days back this topic was under discussion everywhere about a new Chairman of this august House. Somebody also asked me that what is your opinion, I, Mr. Chairman, beyond any doubt, it is no exaggeration, I told them that Mr. Wasim Sajjad is the only proper at present in the political set up and in the political scenario, he is the only person to handle this House and he is a competent man. So, I personally wish you to be in the same Chair in future too.

Mr. Chairman, I will also extend my heartiest congratulations to Raja Muhammad Zafarul Haq as a Leader of this House. I have seen his performance when he was the Leader of the Opposition. Now being appointed as a Leader of the House, the more responsibilities are thrown on his shoulders and I expect from him that he will run this House in a very cordial and friendly atmosphere taking all the groups, all the parties together with him and I know that he is very sincere and dedicated person and I hope, that the rules that we had enacted, rule 72, that he will put, that rule 72 in a real translation and real effect and for that purpose he will see that this House shall run in a very democratic manner.

Mr. Chairman, Sir, democracy means a government by the people, of

the people and for the people. This House is called an Upper House. National Assembly is called a Lower House. Upper House, being an Upper House it is very ineffective and a very weak House. To make it more strong, the committees which we have formed should be made more strong to run this august House in a very effective manner. On this subject matter, Prof. Khurshid Ahmed has already dealt with it for a sufficient long time, internal accommodation be made more effective to run this House more effectively in a democratic manner on the pattern of Western Parliamentary Democracies or European Parliamentary Democracies. So, it is essential to run the democratic process harmoniously and smoothly. We have to make existing committees very strong and effective. Though I would not like to waste much time but I would like to bring to the knowledge of the honourable new Ministers of Mr. Nawaz Sharif certain points to that we have not done anything so far as women seats are concerned, either in this House or in National Assembly or at provincial levels. So, for women's representation the government should do something, one thing.

Second thing that I would like to invite the attention of Mr. Sartaj Aziz who is present here that the constituencies/seats should be increased. I will quote here the example of Egypt. In our country being more than 13 crores of population we have only a House of 217 while in Egypt with 5 crores of population there are more than 500 seats in the National Assembly of Egypt. So, constituencies should be increased and demarcated that is a must. Because one MNA can not look after the interests of more than two lac of people. Therefore, constituencies in the view of over population must be increased at the provincial level, district level, at our national level or as well as in the Senate. Secondly, I would like the attention of the government to remove certain

anomalies and lacuna in the Constitution because within the Constitution there are so many overlapping provisions in Articles. Constitution should be very much clear. American Constitution is consistent of only 30 pages but everything there is clear and there were no ambiguities. In our Constitution there are hundreds of Articles but they are not clear. When you go through 4,5,6 and 7 Articles together there we come to the conclusion that what was the original intentions of the framers of the Constitution. So, my submission before you is that that the functions of the government to clarify each and every Article of the Constitution so that it should not be dependent or interrelated with another Article of the Constitution.

Lastly, Sir, I would like to invite the attention of Mr. Sartaj Aziz to pay a heed to the agriculture of the country which has been totally neglected. If agriculture collapses then all the agro-based industries will collapse and our economy will not put on sound track. Then I would like to invite his attention that he should pay proper attention to the defaults and write offs. Each and every peny that is due to the national exchequer must be recovered from persons whoever he may be. I shall be failing in my duty if I would not say something about Senators who have taken keen interest in the field of legislation, particularly, Mr. Anwar Bhinder, Mr. Muhammad Ibrahim, Shahzad Gul, and Aftab Sheikh, who took keen interest in the field of legislation in this House and that is the main function of the Legislators to make laws, that their contribution in this field is undoubtedly appreciable. And Dr. Rehan also, he also took keen interest in the field of legislation.

Sir, lastly, I have no other words but I wish that this House should run in a democratic way and peaceful and harmonious manner which it all depends

upon the Leader of the House and the Leader of the Opposition and on the Chairman of the Senate. Thank you very much.

Mr.Chairman: Thank you very much. Malik Hakmin Sahib.

ملک حاکمین خان ۔جناب چیئرمین ! میں سب سے پہلے راجہ ظفرالحق صاحب کو as a leader of the House مبارکباد پیش کرتا ہوں ' اس کے بعد میں تمام حضرات ' لیڈران کرام جو نئے دوست تشریف لائے ہیں ۔ ان کو بھی مبارکباد پیش کرتاہوں ۔

جناب والا! باتیں بہت ہو چکی ہیں ۔ اگر ان کو دہرایا جائے تو مناسب نہیں ہو گا۔ لیکن رسم و رواج اور کچھ حالات و واقعات بھی ایسے ہیں کہ یقیناً جو باتیں حقیقت پر مبنی ہیں وہ کرنی چاہیئے۔ جناب والا! اس ایوان بالا میں آپ نے جو رول بحیثیت چیئرمین ادا کیا ہے۔ آپ اور آپ کے رفقائے کار نے ادا کیا ہے وہ انتہائی قابل تحسین ہے ۔ یقیناً آپ کا تعلق ایک پارٹی سے تھا ۔ پارٹی کے مفادات کی بات کی۔ ہمیشہ آپ نے پارٹی کے مفادات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہمیں بھی کئی دفعہ ناراض کیا ہوگا ۔ لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ جس fair & free طریقے سے آپ نے جو کارنامے سرانجام دیئے ۔ اور اس کے ساتھ ہمیں بھی جس اچھے اور خوبصورت انداز میں اور خلوص اور محبت سے balance کیا ۔ یہ ایک تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ جناب والا! میں آپ کو اور آپ کے رفقائے کار سیکریٹری حضرات اور سینٹ کے سٹاف کے جو دوسرے لوگ ہیں انہوں نے بھی ہماری ہر لحاظ سے معاونت کی ہے ۔ میں تو یہاں تک جاؤں گا جو گیٹ پر کھڑے دوست ہمارا استقبال کیا کرتے تھے میں ان کا بھی شکریہ ادا کروں گا ۔ اور ان کو مبارکباد دینا چاہتے ہیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں دیکھ رہا ہوں کہ بڑے اچھے انداز میں باتیں ہو رہی ہیں اور محبت اور پیار کی باتیں ہو رہی ہیں اور میں سمجھتا ہوں یہ باتیں قائم رہنی چاہییں۔ اور آج میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے ہمارے محترم وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب کو جس خوفناک، خطرناک طریقے سے بھاری بھرکم مینڈیٹ ملا ہے۔ ان سے بھی کچھ گزارش کروں گا۔

جناب والا! یقیناً ہم ان کی کامیابی پر زیادہ بحث میں الجھنا نہیں چاہتے ہیں۔ یہ معاملات بڑے debatable ہیں ۔ لوگوں کی مختلف آراء ہیں ۔ لیکن آج وہ وزیر اعظم ہیں۔ جناب والا!

یقیناً وزیر اعظم ہیں۔ یہ بات بڑی واضح ہے کہ قرض اتارو ملک سنوارو کی مہم چل رہی ہے اور بڑی دھوم دھام سے چل رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں صاحب کی قوم سے commitment ہے۔ اور بڑی واضح ہے ۔ اس کے وعدے ہیں۔ اور میاں صاحب یقیناً وہ وعدے پورے فرمائیں گے۔ کیونکہ لوگوں کو میاں صاحب نے یقین دلایا تھا کہ ملک میں تبدیلی آئے گی ۔ اور اس وقت تین slogans تھے ۔ مہنگائی' بے روزگاری کا خاتمہ ' احتساب کی بات تھی۔

جناب والا! یہ واضح چیز ہے ۔ اس میں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ۔ قوم کی توقعات ہیں ۔ اب صرف یہ بات نہیں کہ صرف ٹیلیوژن پر اچھے انداز سے اس کا پرچار کیا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ slogan یہ عمل انتہائی اچھا ہے اور جو ان کی کارکردگی ہے لوگ اس پر لبیک کہہ رہے ہیں ۔ وہ یہاں تک چھوٹے معصوم بچے اپنی فیسوں کے پیسے بھی وہاں دے رہے ہیں۔ یہاں تک اپنی مائیں بہنیں اپنے جہیز وغیرہ کی چیزیں بھی دے رہی ہیں ۔ تو یہی میری گزارش ہے میاں صاحب آپ سے کہ اس ملک پر اتنا بڑا ہیوی قسم کا قرضہ ہے جو اربوں کے حساب سے ' میں سمجھتا ہوں ان کو واپس دینا چاہیے ۔ کہاں تک ہم جائیں گے ۔بچوں تک سے ہم بھیک مانگیں گے ۔

جناب والا ! الحمدللہ ' احتساب کی بات آئی ۔ ۷جون کے دن ' جناب آپ گواہ ہیں ۔ اس وقت نہ تو صدر محترم کی طرف سے کوئی ریفرنس ہوا تھا اور نہ ہی وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے کوئی ایسا احتساب کا معاملہ ریفر ہوا تھا ۔ اور نہ ہی اپوزیشن کی طرف سے کوئی مہم چلائی گئی تھی ۔ تو اس وقت اس خادم نے برملا اس ایوان بالا میں کھڑے ہوکر کہا تھا کہ احتساب جو ہے وہ ہونا چاہیے اور سب سے پہلے میں نے اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کیا تھا ۔

الحمدو للہ آج میں پھر جب کہ ہماری ممبر شپ کا عرصہ پورا ہونے والا ہے آج پھر ہم اس میں یہ بات کہنا چاہتے ہیں اس وقت بھی کہا تھا آج بھی جب کہ ہماری انتیس سال سیاسی زندگی ہے چار پانچ بار ہم منسٹر رہ چکے ہیں اس کے علاوہ چار بار مختلف اوقات میں ممبر اسمبلی بھی رہ چکا ہوں اور اس کے ساتھ جو ہے آپ کے اس ایوان میں بھی موجود ہوں ہم کہتے ہیں کہ ہم نے سیاست کو عبادت سمجھ کر کیا ہم نے تکلیفیں اٹھائیں ہم نے مشکلات دیکھیں لیکن ہم نے کوئی ایسی بے معنی ایسی چار سو بیسی ایسی دروغ گوئی نہیں کی جس سے معاشرے میں ہم شرمندہ ہوں آج اللہ کے فضل و کرم سے ہم اس معاشرے میں سرخرو ہیں اور آج ہم آپ کو مبارکباد

دینا چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں کہ آیا اس ایوان میں یا جس طریقے سے آپ نے اس ایوان کو آگے بڑھایا اس کی کارکردگی کو عمدہ بنایا جس طرح آپ نے اس کو آگے چلایا میں سمجھتا ہوں، میں صرف پاکستان کی بات نہیں کرنا چاہتا ہوں چونکہ ہم نے بھی دنیا دیکھی ہے ہم کہتے ہیں یہ ایوان بالا یہ آپ کی موجودگی میں جس طرح اس کی کارکردگی میں حسن اخلاق کا مظاہرہ ہوا اور جس ڈسپلن سے یہ ایوان بالا چلا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی آپ کو خراج تحسین پیش کرنا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! ایک چیز کی میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں میری بڑی خواہش تھی، پیچھے بھی ہماری کوشش تھی کہ آیا ہم کوئی چیزیں نہیں کر پائے ہمارا ایک سسٹم جو شاید موقع نہ ملے میں دنیا کی بات کرنا چاہتا ہوں دوسرے ممالک میں جائیں تو ٹریفک کی میں بات کرنا چاہتا ہوں جناب والا! ٹریفک کا جو سسٹم ہے یہ نظام جو ہمارا درہم برہم ہے اس کے لئے ہمارے پاس کوئی ایسا ماسٹر پلان نہیں ہے اور اگر ہم دوسرے شہروں میں اگر کچھ نہ کر پائے تو یہ جو capital ہے یہ جو دارالحکومت ہے جو کہ دن بدن انٹرنیشنل لیول سے بھی اور اندرون ملک کی آبادی جو ہے لوگ رش کر رہے ہیں اور اس capital کی طرف لوگ رخ کر رہے ہیں اور آبادی بڑھ رہی ہے مکانات اور کوٹھیاں تعمیر ہو رہی ہیں ٹریفک بڑھ جائے گی اور پھر اس بڑھنے کے بعد اس وقت اگر انڈر گراؤنڈ کوئی اس قسم کی کوئی سڑک یا اوور ہیڈ تعمیر کرنے کی کوشش کریں گے تو اس میں بڑی مشکلات آئیں گی بڑا خرچ اس کے لئے آئے گا تو اور شہروں میں تو آپ کچھ نہیں کر سکے لیکن آپ کو اس طرف توجہ دینی چاہئیے کیونکہ ابھی یہ شہر بن رہا ہے ابھی یہ شہر مکمل نہیں ہوا ہے کیونکہ اگر آپ اس طرف جا کر دیکھیں لاہور میں کوشش ہو رہی ہے انڈر گراؤنڈ سڑکیں بنانے کی لیکن وہ ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے ۔ جہاں ایک کروڑ کا خرچ ہونا تھا وہاں پچاس پچاس کروڑ خرچ بھی ہو چکا ہے لیکن ابھی تک وہ کامیاب نہیں ہو سکے تو جناب والا! میری یہی تجویز ہے کہ اس میں آپ کو اس طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے دوسرا جناب والا! میں آخر میں سمجھتا ہو ں کہ جو بات بھی کہوں گا وہ دہرائی جائے گی الحمداللہ ہم سب دوستوں کو جو آنے والے ہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور جو ہمارے دوست جا رہے ہیں ان کو خدا حافظ کہتے ہیں اللہ محافظ ہو ۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جی ۔ مخدوم حامد رضا گیلانی آپ سب حضرات سے میری درخواست ہو گی مختصر کوشش کریں مہربانی ہو گی ۔

مخدوم حامد رضا گیلانی جناب 1962 ۔ میں 25 سال کی عمر میں ،میں ان ایوانوں میں داخل ہوا آج 60 برس کا ہوں اور ان ایوانوں میں ،میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا آخری دن ہے ۔ چند ایک چیزیں معروف کرتا ہوں عرض کرتا ہوں ،جو اس طویل عرصے میں میرے ذہن میں تھیں چونکہ میں نے ایوب خان صاحب کا دور بھی دیکھا ، یحیٰ خان صاحب کے الیکشنز بھی دیکھے ، دو بڑی عوامی طاقتیں عوامی لیگ پیپلز پارٹی بھی دیکھی، پاکستان ٹوٹتا دیکھا اس کے بعد ضیا ، الحق صاحب کا مارشل لاء پھر شوریٰ پھر 85 کے الیکشنز پھر پارٹی الیکشنز اور آج کا دن ۔ جب میں نے یہ سفر شروع کیا تو اس وقت موجودہ وزیر اعظم سکول بوائے تھے جو آج اللہ کی رحمت سے وزیر اعظم ہیں تو ایک تو میں یہ عرض کروں گا parliamentarians کو کہ آج سے 1974' سے کچھ سال پہلے میں نے ہیرالڈولسن کی خبر پڑھی کہ وہ برطانوی وزیراعظم کے عہدے سے مستعفی ہو رہے ہیں ، وجہ کیا تھی کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ساٹھ برس کا ہو گیا ہوں اور مجھے دینا میں کچھ اور کام بھی ہیں۔ قدرت کی طرف سے زندگی ایک تحفہ ہے ۔ اس کی بہت سی dimensions ہیں ، صرف ایک ہی dimension نہیں ہے، حالانکہ ان کی historic پوزیشن ہے کہ چار مرتبہ الیکشن جیت کر آئے تھے اور جب وہ مستعفی ہوئے تو اس کے پاس comfortable majority تھی ۔ مجھے ان کی بات اچھی لگی ۔ جب میں 38 برس کا تھا تو میں نے سوچا کہ ہم بھی، تم بھی ایسا عمل کر سکو گے ۔ اگر تمہیں یہ عمل پسند ہے میں نے کہا کیوں نہیں اور اللہ کے فضل سے وہ ریزولوشن آج پورا ہوا ہے ۔ ایک تو میں اپنے ساتھیوں سے یہ مثال پیش کرتا ہوں۔ دوسری اب یہ کروں گا کہ اس دوران میں جو موجودہ نظام چل رہا ہے ۔ جناب والا ! اس میں کچھ safties چاہتا ہوں ، کچھ changes چاہتا ہوں ۔ ایک تو یہ چاہتا ہوں ۔ میں پہلے سینٹ سے شروع کرتا ہوں کہ منجملہ قوم فیصلہ کرے کہ سینٹ ایک cohesive فورس ہے اور sober فورس ہے ، sober ادارہ ہے اور proportional ادارہ ہے ۔ اس کی اہمیت شاید ہم پوری نہیں کر پا رہے ہیں ۔میری تجویز ہو گی کہ 18 سیٹ کی بجائے آپ 20 کر دیں ، 22 کر دیں، ہاؤس بڑھا دیں ، 25 کر دیں لیکن یہ directly elected financial power as a check on the lower house. ہو اور میری دوسری تجویز یہ ہے کہ یہ ہو گی یعنی 25 فیصد تک کابینہ کے ممبر یہاں سے ہو سکتے تھے، ہو سکتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ 25 فیصد تک ہونے چاہئیں ۔ اس سے اس کی افادیت بڑھے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ خدمت میں اضافہ ہوگا۔ جناب والا! دوسری تجویز میں پارلیمنٹ میں یہ چاہتا ہوں کہ اسے

بلیک میل سے بچانا ہے ۔ بلیک میلنگ پارلیمانی نظام کا ایک جزو ہے ۔ جہاں جہاں پر بھی ہے چاہے ہندووستان ' برطانیہ ہو وہاں پر ایسا ہوتا ہے ۔ غریب ملکوں میں زیادہ ہوتا ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی تجویز ہو کہ جو آدمی ایک سیٹ پر منتخب ہو وہ لازماً فلور کراسنگ نہ کر سکے اور دوسرا میں یہ چاہوں گا کہ جو رکن ایک دفعہ منتخب ہو جائے چاہے وزیر بنے یا نہ بنے ۔ اگر کسی کا کوئی کاروبار ہے or anything to do with the government. وہ اس سے دستبردار ہو ۔ اس عرصے تک کے لئے جب تک وہ ممبر ہے ۔ ذاتی جو interest ہے وہ نہ ہو ۔ جیسے کمبے کی ' فیملی کی یا گروپ کی ہوتی ہے ' دوستوں کی بھی ہوتی ہے ۔ جناب والا ! تیسری بات جو کہ بہت اہم ہے ۔ وہ عدالت کے متعلق ہے ۔ یہاں پر law of necessity بھی دیکھا fair accompli force بھی سنی ۔ ایک چیف جج نے ایک فیصلہ کیا کہ یہ مائیک کالا ہے ' دوسرے نے یہ کہا کہ یہ کالا نہیں ہے ' grey ہے ۔ تیسرے نے کہا کہ یہ تو سفید ہے۔ یہاں پر اتنی indescrepancies ہوں at that high level چلو we don't go scot free, should they go scot free also جناب والا! میں جناب منیر جج صاحب کے فیصلے پر نہیں جاتا ' میں جناب انوارالحق صاحب کے بھی فیصلے پر نہیں جاتا لیکن ابھی جو دو فیصلے ہوئے ہیں 1993 میں اور اب انہی میں تضاد دیکھ لیں۔ میں پاکستان کا شہری ہوں ۔ I am taking myself out, this objective views سے دیکھ رہا ہوں ۔ نسیم حسن شاہ صاحب تو کچھ فرما گئے ہیں اور ابھی یہ شاہ صاحب نے کچھ فرمایا ہے۔ میں کسی ایک یا دوسرے فیصلے کی حمایت نہیں کر رہا ہوں ' میں تضاد کی بات کر رہا ہوں اور کیا یہ قوم میں ایسا رہے گا ۔ اس کا علاج ہونا چاہئیے اور اس کے متعلق میری ایک تجویز ہے کہ on such constitutional matters یہاں پر فیصلے آ جاتے ہیں اور عدالت وہاں پر let there be a refrendum کیونکہ میرا تجربہ سپریم کورٹ کا بہت عجوبہ ہے۔ تو اگر ریفرنڈم نہ سہی کچھ اور سہی لیکن not without check Sir. یہ مطلق العنانی جو ہے نہیں چلے گی۔ اسی تجویز پر جناب میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ حتیٰ الوسع کوشش کی جائے۔ میں Establishment and Cabinet Division کمیٹی کا چیئرمین تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ نئے سرے سے ہماری بیوروکریسی کو organize کرنا چاہئیے۔ ابھی تک یہ imperial ہے ' ابھی تک یہ irresponsible ہے ' ابھی تک یہ بالکل uncommitted ہے ۔ I am talking of the majority not of individuals اس میں بھی ایک باقاعدہ قسم کا کمیشن بٹھا کر کوئی مہربانی کیجئیے۔ I thank you and from all my colleagues.

جناب چیئرمین : شکریہ۔ ملک فرید اللہ خان صاحب۔

ملک فرید اللہ خان: شکریہ جناب چیئرمین! کہ آپ نے مجھے الوداعی سیشن سے خطاب کرنے کا موقع دیا۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔ لمبی تقریر نہیں کروں گا کیونکہ آپ کے ساتھ بہت لمبی رفاقت رہی۔ ۱۲ سال میں نے آپ کے ساتھ اس سینٹ میں بحیثیت سینیٹر کام کیا۔ آپ کے ساتھ ۸۸-۱۹۸۷ء میں وفاقی وزیر کی حیثیت سے کام کیا۔ اگر ہم ماضی کے واقعات کو یہاں پر debate کریں تو اس کے لئے شاید بہت ہی وقت درکار ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کا زیادہ وقت لوں کیونکہ ہمارے دوسرے ساتھی بھی اظہار خیال فرمائیں گے۔ جناب والا! اس عرصے میں میں نے محسوس کیا کہ جس طریقے سے آپ نے اس ایوان کی کارروائی کو چلایا۔ یہاں بہت سے ایسے واقعات آئے۔ حکومتیں ٹوٹیں اور اسمبلیاں ٹوٹیں۔ جبکہ ایک خلاء پیدا ہوا تو خلاء کے دوران پوری قوم کی نگاہیں سینٹ کے اوپر مرکوز تھیں اور جس طریقے سے سینٹ نے اپنا کردار ادا کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس کاموازنہ کریں تو بحیثیت مجموعی اس کی کارکردگی دوسری اسمبلیوں کی بجائے اور ان کی نسبت کافی بہتر تھی۔ ایک شفیق ، ایک قابل اور ایک منصف چیئرمین کی حیثیت سے آپ نے اس ایوان کی کارروائی کو چلایا۔ میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اتنی گزارش کروں گا کہ آنے والی سینٹ کے لئے یہ ایک چیلنج ہوگا کہ یہاں جو standard of debate رہا ۔ یہاں پر جس طریقے کے ساتھ ، جس انداز کے ساتھ امور سینٹ چلائے گئے تو یہ ان کے لئے امتحان کی حیثیت رکھے گا۔ میں جناب والا! جانےوالے ساتھیوں کو الوداع کہوں گا اور آنے والے جو نئے حضرات ہیں ان کو خوش آمدید کہوں گا اور اپنی تقریر اسی شعر پر ختم کروں گا۔ کہ

چمن میں جب بہار آئے ہمیں بھی یاد کر لینا
ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں

جناب چیئرمین : بہت شکریہ۔ کمانڈر خلیل صاحب۔

جناب خلیل الرحمان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! I would be very brief Sir,

Mr. Chairman: Everybody I would request .

یہ الوداعی فنکشن ہے یہاں پر کوئی لمبی پالیسی تقریریں میرے خیال میں نہ ہوں تو بہتر رہے گا۔

ظفر صاحب آپ تو یہاں پر ہیں۔ یہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو آج ریٹائرڈ ہو رہے ہیں۔ جی کمانڈر صاحب۔

جناب خلیل الرحمان: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے راجہ ظفر الحق صاحب کو ان کا لیڈر آف دی ہاؤس بننے پر مبارک دیتا ہوں ۔ راجہ صاحب کا کردار، ان کی شخصیت جو ہے وہ کسی تعریف کی مرہون منت نہیں ہے۔ انہوں نے جس شائستگی اور خوش اسلوبی سے اپنا گزشتہ کردار ادا کیا تھا۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس نئے کردار کو بھی اسی طرح نبھائیں گے۔

Now sir, I want to thank the Senate staff from the Secretary down to the Lift Operator to the Car Washer who have been very generous and very kind and very polite to me. I am grateful to the Deputy Chairman for his guidance and his hospitality whenever I went to him and you Mr. Chairman, as far as you are concerned sir, I landed in this arena as a very green and a very awkward davit in the midst of all these goliaths of politics and it was through your sagacity, through your wisdom and most of all your patience which helped me to steer my ship through these very turbulent waters in the past six years, I am very grateful to you, thank you very much, sir.

اس سینٹ کا رقبہ تو بہت چھوٹا سا ہے لیکن اس میں جو لوگ ہیں وہ بڑے وسیع القلب ہیں اس جگہ کی جو آب و ہوا ہے وہ بھی کچھ moderate معتدل قسم کی ہے یہاں پر مزاج میں اتنی گرمی نہیں جتنی اس کی بہن کے مزاج میں ہے۔

This is a true representative of the Federal System where everybody is represented. This has served its purpose in very turbulent times, various governments were coming and going, assemblies were dissolved but it with stood the test of its time and it proved its worth and it goes to show that this institution has its role to play. Now effectiveness of this House, all the Houses Mr. Chairman, is a completely different matter, domocracy in this country M.r Chairman, is purely a ceremonial matter and you know my views about it and unless

something is done about it I don't think we are going to get anywhere as for democracy itself is concerned. I still believe Mr. Chairman, that legislators should be increased, their number should be increased, I still believe that the new Constitution should be drawn on the map in view of massive population shift from rural to urban. I think educational and moral standards must be put for the candidates and also sir for these Houses which have become private clubs. For God's sake open them to middle class, rural educated people, let it be people's organization not to be dominated by certain families who have been sitting here for years and years and years and doing whatever they want to do, I shall be polite on that. Protection to be provided to the members, the term of the government should be reviewed and this all can be done through amending your Constitution which is the most ambiguous document because it produces dictators rather than leaders, I have said sir, before and I say it again it was drafted at the time when everyone knew where the source of power laid and to protect that source of power this constitution was drafted and kept in that way and I hope somebody does something about. If it is done then nobody is going to flout your orders or the Speaker's orders. It is double edged sword, sir. If it is good for this government it may become bad for the next, so for God's sake do something about it which is good for both of them. It has been mentioned that the Leaders of the House and Ministers don't turn up here, if they come here, it gives dignity to this House. Once this House gets the dignity sir, the democracy gets the dignity . Unfortunately that is not happening. Function of the Parliament, Mr. Chairman, has become like a rubber stamp, they are only functional till they elect their leader, till they elect their Prime Minister. After that they become totally as a rubber stamp , so this has to be stopped. When a Leader gets a certain mandate sirin this country, if a large one ,

he suddenly feels that he has come through a revolution not through a process of election and he starts behaving like a Chairman . Let's not do that. He should remember that he has come through a process called election. The process of accountability must proceed and go on , people have preferred to committees and its meeting sir and I very strongly endorse Professor Khurshid's views on the subject. We have done some extremely good work in these Committees. We have gone through the pains of going through in details and every aspect of it and come out with reports but unfortunately no government has taken any notice of these Committees' reports , this must be done. So, as far as I am concerned Mr. Chairman, I have served here with fear and fever as opposed to with fair and favour. Fear of God and accountability and favour to those who deserved it. I have had my humble contributions , I am particularly proud of legislating for a Committee on Human Rights which was established here and it has done an excellent work in many fields in this country and with that sir I thank you very much for giving me the time.

جناب چیئرمین: مزمل شاہ صاحب۔

سید مزمل شاہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، شکریہ جناب چیئرمین' آج چھ سال کے بعد اس معزز ایوان کے کچھ لوگ اپنی ذمہ داریاں پوری کر کے جا رہے ہیں۔ اس چھ سال کے عرصے میں سینٹ کی کارکردگی کا جہاں تک تعلق ہے وہ یہ ہے کہ بہترین تجاویز آئیں' اس ملک کے لئے' اس قوم کے لئے' بڑی خوبصورت تقاریر ہوئیں۔ بڑے جامع الفاظ استعمال کئے گئے۔ لیکن یہ قسمت ! کہ چھ سال کے عرصے کے اندر اپر ہاؤس میں جو لوگ بیٹھے ہیں بینادی طور پر وہ equal نمائندگی کے حساب سے صوبوں کی نمائندگی کر رہے ہیں لیکن یہ ساری چیزیں نقارخانے میں طوطی کی آواز رہی۔ جناب چیئرمین' جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں نے اس پاکستان کے بننے کی تاریخ میں اپنے والد ' اپنے چچا اور دوسرے بزرگوں کو جیلوں میں جاتے ہوئے دیکھا۔ جب

ان کی گرفتاریاں ہوتی تھیں تو وہ اس امید پر تھیں کہ کل اس ملک کے لوگوں کے لئے آزادی کی نوید لائیں گی ان کے چہروں پر وہ خوشی کا اظہار وہ مسکراہٹیں ہم نے دیکھیں۔

جناب چیئرمین ! میرا سیاسی زندگی میں براہ راست 35 سال گزر گئے ہیں، میں نے یہاں سنا تھا کسی دوست نے کہا تھا کہ سیاست کو عبادت کے طور پر کیا گیا۔ محترم چیئرمین صاحب ! آپ یقین جانیئے میں پاکستان کی زمین کو ویسے بھی پاک سر زمین سمجھتا ہوں، بحثیت مسلمان، بحثیت پاکستانی۔ میں اس ایوان کو بھی انتہائی باوقار سمجھتا ہوں یہاں پر جو بات زبان سے کرتا ہوں، یا سنتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ یہ دل اور ذہن کی صحیح عکاسی ہے اور صحیح الفاظ میں کہی جا رہی ہے۔ جناب چیئرمین، یہ حقیقت ہے کہ پینتیس سال میں نے سیاست کو عبادت سمجھ کر کیا ہے۔ اپنے باپ دادا کے وسائل اور اپنے ذاتی وسائل کو سیاست میں خرچ کیا ہے میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہر انسان کی پہچان اس کا اپنا علاقہ، اس کا اپنا ضلع اور اس کا اپنا صوبہ ہوتا ہے۔ میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ میری ذات کے متعلق کوئی آدمی انگلی نہیں اٹھا سکتا کہ میں نے اپنی سیاسی زندگی میں اپنی ذاتی غرض کو کبھی اپنے اغراض و مقاصد سے مقدم رکھا ہو یا میں نے کبھی ایک پیسے کی کوئی بددیانتی کی ہو۔ جناب والا ! میں یہ بھی برملا عرض کروں گا کہ میری زندگی میں جتنا وقت سیاست میں، مجھے اقتدار میں ملا خواہ وہ صوبے میں یا سنٹر میں تو بہت سارے لوگوں کو کچھ مراعات دی گئیں مجھے بھی کہا گیا لیکن آج تک میں نے نہ کوئی مراعات دیں نہ لینی تھیں نہ لی جائیں گی ۔ تو انشاء اللہ کوئی آدمی اس بات پر انگلی نہیں کھڑی کر سکتا کہ میں نے یا میرے خاندان نے کبھی سیاست میں کوئی غلاظت کی ہو۔ یہ میں چیلنج کرتا ہوں۔ جو باتیں ہوئیں، میں ان کو دہرانا نہیں چاہتا میں آج بھی، آپ جانتے ہیں جناب چیئرمین، میں آج آزاد سیٹ سے مسلم لیگی کی حیثیت سے بیٹھا ہوں اور اس کا پس منظر میں نے آپ کو عرض کر دیا تھا۔ میرے ساتھ وقتاً فوقتاً زیادتیاں بھی ہوتی رہیں لیکن بحثیت انسان، بعض دفعہ انسان کو برداشت کرنا پڑتا ہے اور برداشت ہی بڑی اچھی چیز ہوتی ہے اور میں نے اس کو برداشت کیا۔

جناب چیئرمین! جس طرح میں نے آپ کو عرض کیا کہ اس نقار خانے میں سینٹ کی آواز ہمیشہ طوطی کی آواز رہی۔ اگر ہمارے پاس کچھ یادیں ہیں جن کو ہم لے کر جا رہے ہیں تو وہ صرف آپ کی ذات گرامی ہے۔ جناب چیئرمین، پچھلے چھ سال کے دور میں یہاں پر چار حکومتیں

گئیں اور آئیں، اس پر آشوب دور میں اگر معزز ہاؤس کا وقار بلند کیا جن میں یقیناً ممبران ہاؤس بھی شامل ہیں لیکن ان سب کا سہرا آپ کے سر ہے۔ جناب والا! ہم جا رہے ہیں یہ بددیانتی ہوگی کہ جس بات کو ہم نے محسوس کیا ہے اس کا ہم اظہار برملا نہ کریں۔ جناب چیئرمین! اس معزز ایوان کو ہمیشہ آپ کی رہنمائی اور تعاون حاصل رہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں نے ذاتی طور پر آپ کی ذات کو ایک باکردار سیاست دان اور باوقار انسان پایا اور سمجھا۔ جناب چیئرمین! آپ نے کبھی اپنے ذاتی تعلقات کو سیاسی معاملات میں خلط ملط نہیں ہونے دیا۔ انسانی معاشرے میں یہ ایک بہت بڑی روایت ہے۔ کچھ لوگ اپنے دوستوں کو اپنے نجی تعلقات کو صرف اس لئے نظرانداز کر دیتے ہیں کہ شاید ان کا سیاسی مقصد، نقطہ نظر کیا اور کیسے گزر رہا ہے۔ میں پھر یہ کہوں گا کہ جناب چیئرمین! یہ آپ کی بہت بڑی صفت ہے کہ آپ نے اپنے دوستوں کو ہمیشہ پہچان رکھا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آپ کے دوستوں نے ہمیشہ آپ کا احترام کیا۔ جناب چیئرمین، ابھی ابھی آپ نے اعلان فرمایا ہے کہ راجہ صاحب کو دوبارہ لیڈر آف دی ہاؤس منتخب کیا گیا ہے، میں ان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں راجہ صاحب بھی اس ایوان کے بلکہ پاکستان کے لوگوں کے جانے پہچانے انسان ہیں۔ وہ ایک شریف النفس انسان ہیں، بااصول سیاست دان ہیں، بااخلاق شخص ہیں مجھے خوشی ہے کہ شاید اس ایوان میں وہ مزید نکھار پیدا کر سکیں۔ ان کے ساتھ ساتھ میں ملک قاسم صاحب مرحوم و مغفور کو بھی یہاں ضرور یاد کروں گا کہ ان کی شخصیت بھی بڑی باغ و بہار شخصیت تھی وہ بڑے بے باک انسان تھے، بڑے صاف گو انسان تھے، ان میں لچک کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ جناب چیئرمین، اس کے ساتھ میں سینٹ کے سیکرٹری جناب کیپٹن قیوم صاحب، جناب راجہ صاحب، دوسرے ساتھی اور سینٹ کے جتنے بھی gazetted یا non-gazetted ملازمین ہیں ان کے تعاون کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب والا! میں اس ہاؤس کے ہر معزز رکن کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ایسا ممکن نہیں ہے لیکن اگر کہیں نا دانستہ طور پر کسی کی میری زبان سے کوئی دل شکنی ہوئی ہو تو اس کے لئے میں اس سے معافی چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔

سید مزمل شاہ۔ یہ سیاست میں جائز ہو گی لیکن انسانیت میں جائز نہیں ہے۔ ہم انسانیت کے سیاست سے پہلے قائل ہیں تو جناب چیئرمین! یہاں پر ہر دوست نے دوسرے کی

بہت عزت کی، بہت محترم سمجھا ، خواہ وہ اپوزیشن میں تھا یا گورنمنٹ پارٹی میں۔ الحمد اللہ اگرچہ یہاں بڑی تند و تیز باتیں ہو تی رہیں۔ ہر آدمی نے مقصد بڑے جذبات سے بیان کیا لیکن جب اس ہاؤس سے کوئی باہر گیا تو آپ نے سب کے دلوں کو جوڑ کے یہاں سے رخصت کیا۔ ہم یہ پیاری یادیں اور اپنے خوبصورت ذہن رکھنے والے دوستوں کی یادیں لے کر یہاں سے جا رہے ہیں۔ ہمیشہ ان کو یاد رکھیں گے۔ اللہ کرے کہ یہ لوگ بہتر سے بہتر قوم کی خدمت کر سکیں۔ اللہ کرے یہ ہاؤس کسی وقت ہم یہ دیکھیں کہ اپنے طور پر یہ باوقار ہاؤس جو ہے یہ با اختیار ہاؤس بھی ہو تو اس کے ساتھ ہی جناب چیئرمین! میں پھر آپ کا اور اس کے ساتھ ایک ضروری بات جناب چیئرمین! کہ اس ہاؤس میں information media کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس سینٹ کی کارروائی کو محفوظ بھی کیا اور عوام تک بھی پہنچایا ہے اور اس میں بڑا نکھار پیدا کیا۔ لہذا' انہوں نے بہت تعاون کیا اس تعاون کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اسی طرح آپ کی وساطت سے electronic media کا بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ خواہش لے کر جا رہا ہوں کہ انشاء اللہ جب آئندہ ملیں تو ہنستے مسکراتے چہروں سے آپس میں ملیں۔

جناب چیئرمین۔ انشاء اللہ۔

سید مزمل شاہ۔ اور اس ملک کو ترقی کرتے ہوئے دیکھیں۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جی زاہد اختر صاحب۔ اب بہت مختصر میرے خیال میں ' مہربانی کر کے کیونکہ کافی ابھی حضرات بیٹھے ہیں ۔ ہاں میرا خیال ہے اب تین تین منٹ کر دیتے ہیں۔ بالکل ٹھیک ہے۔ جی۔

جناب زاہد اختر۔یہاں پر جو اسٹاف اندر ' باہر جنہوں نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ان کا بھی شکر گزار ہوں۔ چھ سال کا آج ایک طویل عرصہ مکمل کرنے کے بعد مجھے خوشی ہے کہ میں یہاں پر ایک بار پھر آپ سے مخاطب ہوں اور میں اس ہاؤس کے توسط سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ آج پاکستان کو بنے پچاس سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور اس پاکستان کی سالمیت اور وقار کے لئے ہر پاکستانی اپنی جان تن من دھن کی بازی لگانے کو ہر وقت تیار رہتا ہے۔ لیکن گذشتہ پانچ سال سے جو ایک پالیسی اختیار کی گئی اور جس انداز سے ایک آپریشن ہوا۔ اس سے آج تک پندرہ ہزار ہمارے کارکنان شہید کر دیئے گئے۔ پاکستان اس لئے بنا تھا کہ پاکستان میں رہنے والا ہر

پاکستانی ، پاکستانی کہلائے گا۔ اپنا ملک ہو گا اور اپنا کاروبار ہو گا، اپنی زمین ہو گی، اپنی جگہ ہو گی اور وہاں پر کاروبار کرے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ آج جو ہمارے ساتھ پالیسی کی گئی اس میں آج کی تاریخ تک کسی قسم کی کوئی کمی نہیں آئی ہے۔ آج بھی آپریشن جاری ہے لیکن آپریشن میں تشدد تھوڑا سا کم ہوا ہے۔

جناب والا ! جو میرے ساتھ ہوا میں وہ بھی بتانا چاہوں گا کیونکہ یہ نہیں ہے کہ پارلیمینٹیرین ہونے کی حیثیت سے میں کہوں گا کہ اس طرح نہیں ہونا چاہئیے یا جس طریقے سے تشدد کیا گیا، جوڈیشل کلنگ ہوئیں، ہر گلی کراچی کی خون میں نہا گئی ، ہر مکان اس وقت اشکبار ہے اور کئی گھروں سے تو دو دو جنازے اٹھے ہیں ، جناب والا ! مجھے ائرپورٹ سے گرفتار کیا گیا ۔ مجھے گرفتاری کی وجہ پتا نہیں تھی ۔ مجھے اس کے بعد ائرپورٹ کے بعد کہاں لے جایا گیا مجھے کچھ نہیں پتا تھا۔ مجھ پر جو تشدد کیا گیا وہ تشدد اس حد تک تھا جس کے بیان کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں ۔ مجھے فلور کراس کرانے کیلئے طرح طرح کی لالچ دی گئی ، منسٹری کی offer دی گئی ، پیسوں کا کہا گیا ، زمین کی بات کی گئی ۔ کہا پہلے سب کچھ لے لو اس کے بعد یہ سب کچھ کرو ۔ لیکن جناب والا! یہ سب کچھ ایک وقتی چیز ہوتی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک حقیقی چیز ہے کیونکہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ جناب ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین صاحب نے جو ہمیں تربیت دی ہے اور جو ہمیں سکھایا اور جو بتایا ہے وہ یہی سب کچھ تھا کہ تم صرف عوامی نمائندے ہو ، عوام کی خدمت کیلئے ہو ، عوام کی خدمت کرنی ہے۔ پیسہ ، جاگیر کوئی چیز نہیں ہے۔ کسی مقصد کیلئے تمہیں داخل نہیں کیا جارہا ۔ لیکن میرے ساتھ جو ظلم و تشدد ہوا ، گرم لوہے کی انگارے والی استری تک سے داغا جائے اور پھر غلط بیان دلوانے کیلئے کہا جائے کہ یہ سب کچھ کہو پھر کہا یہ جائے کہ تم کیوں ظلم کررہے ہو اپنے اوپر کیا تمہیں اپنے بیوی بچوں کا خیال نہیں۔ وہ بھی اسلام آباد میں اس وقت تمہاری طرح کہیں اور پڑے ہوئے ہیں کیا تمہیں ان کا خیال نہیں آتا۔ تو جناب والا ! یہ سسٹم کی بات ہے کہ کوئی ایسا طریقہ کار بنایا جائے ۔ آرڈیننس بھی جاری ہوتے ہیں اور قانون سازی بھی ہوتی ہے لیکن عملدرآمد نہیں ہوتا تو میں نواز شریف صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ اتنا بڑا مینڈیٹ حاصل کرنے کے بعد وہ پالیسیاں اختیار نہ کریں جو سابقہ دور میں تھیں اور جو سابقہ حکومت نے اختیار کیں۔ آج وہ اس پالیسی کو ختم کریں اور فلور کراسنگ کیلئے ایک ایسا جامع قانون بنایا جائے کہ فلور کراس کرتے ہی اس کی

رکنیت کو ختم کردیا جائے ۔ میں آج کل یہ اخبارات میں پڑھ رہا ہوں لیکن خدارا اس پر عمل کیا جائے ' اس پر عمل کروایا جائے ۔ ایسا نہ ہو کہ آج وہی کچھ ہو جو سابقہ دور میں ہوتا رہا ۔

جناب والا ! کراچی شہر جسےپاکستان کا دل کہا جاتا ہے ' جو ایک تجارتی مرکز ہے جہاں پر پانچ سال سے ظلم و تشدد ہوتا رہا ہے ' اس کی معیشت تباہ ہوئی ہے ۔ آج پاکستان اس تباہ معیشت سے اثر انداز ہے۔ میں جناب والا ! یہی کہوں گا کہ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود اتنا تشدد کیا کہ 1992ء سے لیکر آج تک 15 ہزار افراد کو ماردیا گیا ۔ کیا وہ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی محبتوں کو دل سے نکال سکے ۔ نہیں۔ آج وہ محبت اس حد تک بڑھ گئی کہ اس الیکشن نے ثابت کیا کہ آج 12ایم این اے ' آج کی تاریخ تک 8 سینیٹرز اور 27 ایم پی ایز موجود ہیں ۔ ان کو کوئی نہیں جانتا۔ اگر عوام کو یا قوم کو ان پر اندھا اعتماد ہے تو وہ قائد تحریک الطاف حسین پر ہے ۔ جناب اگر یہی سب کچھ تھا کہ اتنا مارنا تھا کہ ان کی محبت کو ختم کیا جائے تو خدا کے واسطے نہ کریں جو ان کے ماننے والے ہیں وہ ان پر مریں گے ' ان ہی کیلئے آج موجود ہیں تو اس آپریشن کو ختم کیا جائے۔ میں اس ہاؤس کے توسط سے کہوں گا کہ آج نئے آنے والے جو ہمارے ساتھی ہیں ' میں ان کو مبارک باد پیش کروں گا۔ ان سے اور ہمارے پرانے ساتھی جو یہاں موجود ہیں ان سے یہ درخواست بھی کروں گا کہ کراچی آپریشن میں جو کمی کر دی گئی ہے اس اپریشن کو بالکل ختم کرکے اس ملک میں دوبارہ ایک خوشگوار ماحول پیدا کیا جائے تاکہ ہم سب مل کر اس ملک اور قوم کی بقاء کے لئے جنگ کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ ۔ یہ اجلاس ڈیڑھ دو بجے تک چلایا جائے گا اس کے بعد گروپ فوٹو گراف ہو گا۔Is it acceptable to you?

ممبران ۔ منظور ہے ۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے ڈیڑھ بجے ایک تصویر ایوان کے اندر اور ایک باہر لی جائے گی۔ جی بیرسٹر افتخار صاحب۔ آپ بہت مختصر تقریر فرمائیں ۔ صرف اپنے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرنا ہے۔

Barrister Iftikhar Ahmed: Thank you sir. First of all, I wish to congratulate all those new members who took oath today and equally I am

extremely grateful to all other sitting members who upon my election and upon my introduction to this House provided me with all the respect and grace and I list above all of them Raja Zafar ul Haq, who I recall, paid me immense tribute after my first maiden speech in this House and I congratulate him more emphatically for his election for a very rightful office that he rightly deserves. And I think his eloquence, patience, democratic conduct and immense experience of parliament will be a great asset to this House. Mr. Chairman, I also want to congratulate you on your new election and also on your conduct of this House that I experienced during the past 6 months. And I believe that is one of the richest experiences that I am taking today when I leave this House and bow before the chair.

Mr. Chairman, I think, the august status and the reverence and the atmoshphere that this House enjoys all over the country is primarily, I suppose, because of your able conduct of this House that you have surfaced above partisan politics and with your great knowledge of the law and of the democratic and parliamentary practice have provided not only opportunities to the new comers like myself 6 months ago but also provided a great tradition, which I am sure, will be followed again by people who come here. And I wish without fear or favour, that you find yourself again in the same chair in the coming few days.

With that Mr. Chairman, I wish to be very brief and will touch upon only two subjects that I have experienced in the past 6 months. Interestingly, my 6 months tenure in this House has seen 3 governments. It is interesting in the sense that no such short time as 6 months generally provide experience of this kind and I think I am quite experienced to have seen 3 governments in this short time. Mr. Chairman coming straight to this government I would say I have fears

and I would start by saying, narrating a verse that:

کس نے ساغر ہاتھ سے پٹخا موسم کی بے کیفی پر
اتنا برسا ٹوٹ کے بادل ڈوب چلا مے خانہ بھی

That is the fear Mr. Chairman-

ڈوب چلا مے خانہ -

It is the fear that I have and I say this because in the past 3 or 4 months or so there have been dangerous signs of developments in this country which were touching upon the change of system that we have been having as democracy in this country, and I say Mr. Chairman, that the federal parliamentary system was and perhaps, on the brink of a change. That is the fear that I have and that fear I obtained from the discussion and the debate and the criticism that we have had and I also took part in that in which the Council for Defence and National Security was criticised. It stays even today. Not only that the 58 (2)(b) that cancers the pages of our Constitution and plagues the history of our nation. If the mandate that thenation has given to the new government does not advert itself in my humble view and I pray and hope that it is wrong on the continued existence of the Council for Defence and National Security and the continuous use of 58(2)(b) by reason of the fact that it stays on the books will be leading up to very serious consequences and the mandate that the people gave would wither away and obliterate perhaps not in a very long distance. Mr. Chairman, sir, 58(2)(b)- we have spoken a great deal about this but at the moment I will merely touch.

جناب چیئرمین: تین منٹ تو ہو گئے ہیں آپ کے تو اس سے زیادہ لمبی تقریر کیا کرنی ہے -

بیرسٹر افتخار احمد۔ تین تو نہیں دو منٹ ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں تو کہہ رہا ہوں ناں اب شکریہ ادا کیا جائے یہ باتیں تو ہوتی رہیں گی۔

بیرسٹر افتخار احمد۔ میں صرف یہ کہہ کہ جناب چیئرمین! کہ جو valued interpretations نئی نئی 58(2)(b) کے استعمال کے بعد عدالتوں سے ہمیں ملتی ہیں وہ valued interpretations مزید بھی آئیں گی اور اس سے صرف اور صرف اس cancerous provision کو جلا ملتی رہے گی میں سمجھتا ہوں میں صرف mandate کی اور present government کی good wishes سے نیک نیتی سے اور ایک درد کی حیثیت سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان دو معاملات پر توجہ دیں کیونکہ پچھلے چند ماہ میں presidential rule کا بڑے خوفناک انداز سے اظہار کرنے کی کوششیں کی گئیں جو کہ اس ملک کی جمہوری بقاء کے لئے فائدہ مند نہیں ہیں۔ دوسری جناب چیئرمین! میں نے fear کے بعد weakness کی بات کرنی ہے صرف چھوٹے سے حوالے سے اور وہ weakness ایسی کہ rumours کے بارے میں۔

Mr. Chairman, rumours in my view emanates from superstition and superstition stems from suspicion. Suspicion breeds fear and fear and weakness are synonimous. I have neither been superstitious nor suspicious nor weak but I feel weak in the face of enormous rumours that have been spread in the country in the past few months or perhaps more than months and they are; I will just quote three of them and end my speech Mr. Chairman. The grape- vine had it in 1995 which was the middle of 1995 that the rumour was PPP will not be allowed to have majority in the Senate elections of 1997. It was a rumour, rumours have no legs to stand on, rumours are baseless, they are grape-vines, they are here today, gone tomorrow but then comes another rumour and that is in the Caretakers era that one of the functionaries of the election commission says PPP will not be having more than 30 seats in the National Assembly. It was a rumour.

Then we had Mr. Shahid Javed Burki addressing the Standing Committee on Finance and it was said that IMF has been reassured that the PPP Government will not be restored, they were rumours and then finally we saw the President of Pakistan on mid night election day saying that 26 to 27 per cent people have voted today. I do not know, I have never been superstitious, I have never been suspicious, I have never been fearful but now in the face of these rumours and grape-vine Mr. Chairman, I leave this House as a very weak person. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Anwar Saifullah Khan.

بہت مختصر انور سیف اللہ خان صاحب ۔

Mr. Anwar Saifullah Khan: Thank you very much. Sir, I would like to thank you or your cooperation, guidance and help. I would also like to thank the members of staff from the Secretary downwards for their help and assistance. My six years, Mr. Chairman, were eventful and at the same time memorable. I will always cherish them. For more than 4 years out of these I was a Federal Minister and tried to the best of my ability to serve my country, my nation, my people, my province, my area and most of all my colleagues here in the Senate. I would like to congratulate the new comers Mr. Chairman who have entered this august House, I wish them well success. I also congratulate the new Government,. Mr. Chairman, in view of the massive mandate, we hope that they solve or will be able to solve the fundamental problems facing our country and will also ensure that the weaknesses that exist in our Constitution shall be removed so that we have political stability in Pakistan. I would take this opportunity Mr. Chairman to also congratulate the Leader of the House who has

been re-elected, my prayers shall always be with him. Once again, Mr. Chairman, I would like to thank you specially for all that you have done for all of us here, you have always been there to guide us, to help us, to assist us and we have benefited tremendously from that. Thank you very much. Pakistan Paendabad.

Mr. Chairman: Thank you very much. Janab Tariq Chaudhry.

جناب محمد طارق چوہدری۔ جناب چیئرمین! علامہ اقبال کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں۔

جو تھا نہیں ہے جو ہے نہ ہو گا یہی ہے حرف محرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی اسی کا مشتاق ہے زمانہ

جناب چیئرمین! اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ اور ہمیشہ رہنے والی ذات کے سوا کوئی فرد، کوئی چیز، کوئی شخص ناگزیر نہیں ہے کہ جس کی کمی کو پورا نہ کیا جا سکے۔ آج اس ایوان سے بہت سے لوگ ریٹائر ہو کر جا رہے ہیں اور کل اس ایوان میں اتنے ہی لوگ داخل ہو جائیں گے اور اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہو گی، اس کی کارکردگی میں، اس کے روز و شب میں، اس کی رونق میں کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔ جناب چیئرمین! بادشاہ مر گیا، بادشاہ زندہ باد اور یہ یاد رکھنے کی چیز ہے کہ کرسیاں بدلتی رہتی ہیں، سائیڈز بدلتی رہتی ہیں لیکن اصول ایک ہونا چاہیئے، اصول پر کھڑے رہنا چاہیئے۔ کبھی اس سائیڈ والے ادھر بیٹھے ہیں اور ادھر والے ادھر بیٹھتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ کل جو لوگ Rule 72(a) کے بارے میں دلائل دے رہے تھے وہ آج ان کے دلائل دہرا رہے ہوں، اس طرح الٹ پلٹ نہیں ہونا چاہیئے۔ اصول پر کھڑے رہنا ضروری ہے۔

جناب چیئرمین! دنیا میں جتنے بھی نظام اس وقت کام کر رہے ہیں ان میں ابھی تک جمہوری طرز حکومت کے سوا کوئی بھی fool proof اور اس سے بہتر system ہماری نظر میں نہیں ہے اور پاکستان کے لئے پارلیمانی جمہوری طرز حکومت ناگزیر اور ضروری ہے ورنہ اس سے اگر پہلو تہی کرنے کی کوشش کی گئی تو جناب چیئرمین اس سے بہت نقصان ہو گا۔

میں لمبی بات نہیں کرنا چاہتا کیونکہ پروفیسر خورشید صاحب، حافظ صاحب، گچکی صاحب نے وہ ساری باتیں کہہ دی ہیں جو مجھے کہنا تھیں، میں اس کی تائید کرتا ہوں اور جناب چیئرمین! میں ایک بات کہنا چاہوں گا کہ برسوں کے تجربے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس ایوان

کی کارکردگی جو ہے ۔ جہاں اس کے ممبرز کا تحمل، بردباری، تجربہ، اس میں بڑی اہمیت رکھتا ہے وہیں چیئرمین کی کارکردگی جو ہے ، چیئرمین کا طرز عمل جو ہے ، چیئرمین کی training جو ہے اور چیئرمین کا contact جو ہے وہ اس میں بڑا اہم ہے۔ غلام اسحاق خان پہلے چیئرمین تھے ، میں 1985 سے بات کر رہا ہوں، جب سے میں ممبر ہوں پچھلے بارہ سال سے اور آپ دوسرے چیئرمین ہیں اور آپ لوگوں کے طرز عمل نے اس ایوان کو عزت اور وقار بخشا ہے اور جس تربیت سے جس معیار اور وقار تک آپ نے اس ادارے کو پہنچایا ہے شاید فوری طور پر کوئی دوسرا آدمی ایسا موجود نہیں ہے جو آپ کی جگہ لے سکے۔ میں آنے والے اپنے دوستوں سے یہ کہوں گا کہ اگر اس تسلسل کو وہ برقرار رکھیں، اگر ابھی کم از کم چھ سال کے لئے اسی چیئرمین کو برقرار رکھ سکیں تو یہ جمہوری اداروں کے لئے، جمہوریت کے لئے اور اس ایوان کے لئے یہ بہتر ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی اجازت۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔ فضل آغا صاحب۔ بہت مختصر فضل آغا صاحب۔ کہنے کو تو بہت کچھ ہے لیکن وقت کی کمی ہے۔

سید محمد فضل آغا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں آج اس ایوان کے الوداعی اجلاس میں آپ کا اور ان تمام دوستوں کا جن کے ساتھ ہم نے پچھلے بارہ سال اور اس کے بعد یہ چھ سال اس ایوان میں گزارے ہیں اور اس وقت کے قائد حزب اختلاف جو آج کے قائد ایوان ہیں راجہ صاحب اور اس وقت کے قائد ایوان جو آج ہم میں نہیں ہیں، ملک قاسم صاحب، ان سب حضرات کا بہت مشکور ہوں اور ساتھ ہی میں سینیٹ کے اسٹاف کا ، سیکریٹری سے لے کر ایک لفٹ آپریٹر تک سب کا مشکور ہوں، اس لئے کہ اس بارہ سال کے عرصے میں اس ماحول کو ہم نے ایک disciplined family کا ماحول سمجھا اور اسی میں ہماری تربیت ہوتی رہی ہے اور ہم نے بہت کچھ اس میں سیکھا اور یہی وجہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین کہ پاکستان کی جمہوری روایات اور جمہوری ادوار میں اس سینیٹ کا جو وقار ہے وہ شاید دنیا کے اس وقت جو جمہوریت کے بڑے champion ہیں ان کے مقابلے پر ہم اس کو compare کر سکتے ہیں اور اس میں بجا طور پر اس کرسی کا جس پر غلام اسحاق خان اور آپ براجمان رہے ہیں، کردار ہے اس ہاؤس میں ہمیشہ ایسے معزز اراکین رہے ہیں جنہوں نے پوری طرح حکومت کی بھی

رہنمائی کی ہے ، ہاؤس کی بھی رہنمائی کی ہے اور یہاں پر آنے والے نئے اراکین جو ہیں ان کی بھی تربیت اور رہنمائی کی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان کے اندر۔۔۔

(اس موقع پر ظہر کی اذان سنائی دی)

(اذان کے وقفہ کے بعد ایوان کی کارروائی پھر شروع ہوئی ۔)

جناب چیئرمین۔ جناب فضل آغا صاحب ۔

سید محمد فضل آغا۔ یہی وجہ ہے کہ اس ہاؤس کا وقار آج ملک کی نگاہوں میں بلند ہے اور جمہوریت کے تسلسل کا یہی ذریعہ بنا رہا ہے ۔ میں اس وقت پریس گیلری کا بھی مشکور ہوں کہ پریس نے بھی بجا طور پر اس ہاؤس کی کارروائی کو عوام تک پہنچانے میں بھرپور کردار ادا کیا ہے جس کے لئے وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں ۔

جناب چیئرمین ! میں، آپ ، راجہ صاحب اور نئے آنے والے اراکین کو اس الیکشن میں کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ ان کی بھرپور کاوشوں سے جو ایوان بالا کا وقار قائم ہوا ہے ،وہ اس میں مزید اضافہ کریں گے ۔اس ایوان کا وقار ہمارے لئے آئندہ بھی افتخار کا باعث ہوگا ۔ اس لئے کہ ہماری وابستگی اسی ہاؤس سے رہی ہے ۔ہاؤس کے وقار میں جتنا بھی اضافہ ہو گا ، وہ پاکستان اور یہاں جمہوریت کی جڑوں کی مضبوطی کا باعث بنے گا ۔ یہ وقار ہم ریٹائر ہونے والے اور نئے آنے والے اراکین کے لئے باعث افتخار ہے ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ ۔

سید محمد فضل آغا۔ آخر میں ، میں جناب کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ کی ذاتی شفقت ، راہنمائی اور مہربانی سے ہمیں بہت کچھ ملا ہے ۔یہاں ہاؤس کی کارروائی کے بارے میں پروفیسر خورشید صاحب نے جتنی روشنی ڈالی ہے ، میں اس کو دھرانا نہیں چاہتا ہوں لیکن میں اس کو من و عن سپورٹ کرتا ہوں ۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ہاؤس کو قائم و دائم رکھے۔ اس کا وقار بالا تر رہے اور اسی کی وجہ سے جمہوریت پھلتی پھولتی رہے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اور اپنے ساتھیوں سے اس ہاؤس کے حوالے سے اجازت چاہوں گا۔ لیکن یار زندہ صحبت باقی ، ملاقاتیں ہوتی رہیں گی ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ سعید قادر صاحب۔ مختصراً ارشاد فرمائیں تاکہ سب اراکین دو دو باتیں کر سکیں۔Just to thank every body۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ شکریہ، جناب چیئرمین! آپ کو پتہ ہی ہے کہ میں زیادہ لمبی تقریر کرنے کا عادی نہیں ہوں۔میرا ذاتی کردار ہمیشہ عملی رہا ہے اور اسی میں believe کرتا ہوں۔ آپ کو بہت بہت مبارک ہو کہ کل سے نیا ہاؤس elect ہوگا۔ راجہ صاحب کو الیکشن جیتنے پر مبارک ہو۔

میں امید کرتا ہوں کہ میں نے ۱۲ سال جو یہاں گزارے ہیں۔نیا ہاؤس کل سے یہاں تشریف لائے گا۔ ان کے جو نام میں نے پڑھے ہیں۔ان کے بڑے بڑے کردار ہیں اور بہت اچھے پارلیمنٹیرین ہیں۔مجھے یقین ہے کہ ان کی contribution ہم سے زیادہ بہتر ہوگی اور وہ جمہوریت کو ضرور تقویت پہنچائیں گے۔حکومت کے لئے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جمہوریت کو تقویت پہنچانے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ دونوں ہاؤسز میں کھل کر جو ملکی لیول کی چیز ہے اس کو لائیں۔بحث کرنے دیں۔ سب کی سنیں، اپوزیشن کی سنیں، اپنے لوگوں کی سنیں اور اس کے بعد فیصلے کریں۔جمہوریت کو تقویت پہنچانے کا کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔ پارلیمانی نظام چلانے کا ایک ہی طریقہ ہے۔وہ یہ ہے کہ دونوں ہاؤسز کو زندہ دلی سے سنیں۔ چاہے وہ تنقید حکومت کے خلاف ہی ہو۔ لیکن وہ سننے میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے اور یہی سلسلہ ہمارے میڈیا کا ہونا چاہیئے۔پریس ہو یا ٹی وی ہو دونوں جگہ اگر حکومت کی کارکردگی قوم کے سامنے آئے گی۔تو اس سے انشاء اللہ جمہوریت کو تقویت پہنچے گی۔آپ سب کا شکریہ، سٹاف کا شکریہ، پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر ریحان صاحب، آدھا منٹ۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ بالکل مختصر ترین، جناب چیئرمین! میرے لئے تو آج بڑی خوشی کا موقع ہے وہ اس لئے کہ ۲۱ مارچ ۱۹۹۱ء کو ہم آئے تھے تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ ہمیں زندہ رکھا اور آج ہم اسی دن رخصت ہو رہے ہیں۔ کس اعتماد کے ساتھ، ساتھ خوشگوار یادیں لے کر جا رہے ہیں۔ اسکی نسبت نیشنل اسمبلی جو ہے وہ بھی پارلیمنٹ کا حصہ ہے۔وہاں پر کبھی اس قسم کا موقع نہیں آیا کہ اس طرح الوداعی تقریب ہو، مطلب ہے ان کے لئے کوئی farewell یا اجتماعی فوٹو کا کوئی

بندوبست ہو ، ان کے لئے میں دعا کرتا ہوں کہ وہ ادارہ جو ہے وہ بھی اپنی عمر کو پورا کرے اور وہ بھی اسی طریقے سے رٹیائرڈ ہوتے جائیں۔جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ اس دوران ان چھ سالوں میں میں خصوصی طور پر اپنے متعلق کہوں گا کہ میں نے بہت کچھ سیکھا، یہاں پر جو ڈیبیٹ ہوتی تھیں ان میں خوشگوار ماحول ہوتا تھا۔اس میں اچھی اچھی باتیں اور اس میں جو تحمل اور بھائی چارہ ہوتا تھا۔ جناب والا! ہم نے اپنے محدود علم کی بدولت جو بھی ملک و قوم کے بارے میں بات اٹھائی تو آپ نے اس طریقے سے ہماری راہنمائی کی، یہ زندگی بھر ایک قیمتی اثاثہ رہے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ آخر میں سینٹ سیکریٹیریٹ کے آفیسرز اور سٹاف کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت اعلیٰ طریقہ سے ہمارے ساتھ تعاون کیا اور ہماری خدمت کی ہے۔شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ ، امداد اعوان صاحب ، فضل صاحب آپ تو یہاں پر ہیں آپ آج کیوں بولنا چاہ رہے ہیں۔

جناب امداد علی اعوان۔ شکریہ ، جناب چیئرمین ! میں آپ کا بے حد مشکور و ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے آج اس ایوان میں رخصتی اجلاس میں دو منٹ بولنے کی اجازت دی، سب سے پہلے میں آپ کو اور راجہ صاحب کو دوبارہ جیت کر آنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور راجہ صاحب کو اس ہاؤس کا لیڈر منتخب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں مجھے امید ہے کہ راجہ صاحب نے بطور لیڈر آف دی اپوزیشن جو کردار ادا کیا تھا اس کو مد نظر رکھتے ہوئے لیڈر آف دی ہاؤس کا کردار ادا کریں گے۔جناب چیئرمین! میرے اس مختصر سے عرصے میں آپ کی قیادت میں سینٹ کے چیئرمین کی حیثیت سے ہمیں جو رہنمائی ملی یا ان دوستوں سے جو ان سے سینئر تھے جو راہنمائی ہم نے حاصل کی وہ یادیں ہماری زندگی کا ایک اثاثہ ہیں ان اثاثوں کو ساتھ لئے ہم جا رہے ہیں اور اس امید کے ساتھ کہ اگر اس ہاؤس کے ممبر نہ بھی رہے ۔تو انشاء اللہ اس ملک کے لئے آئین کے لئے قانون کے لئے یقیناً ان کی بالا دستی کے لئے کسی بھی پوزیشن میں ہوں کام کرتے رہیں گے۔ جناب چیئرمین! قانون کا ، آئین کا یا اداروں کا تحفظ جو ہے وہ صرف افراد کے طور پر نہیں ہوتا ، افراد آتے ہیں جاتے ہیں۔اداروں کا رہنا لازم ہے۔ اگر اس ملک میں جمہوری طرز حکومت کو چلانا ہے۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ دوستوں نے کافی suggestions and amendments on financial powers دی ہیں لیکن آنے والے دوستوں

سے یہی گزارش کروں گا کہ مہربانی کرکے وہ ان اداروں کی مضبوطی کے لئے کام کریں۔ ادارے مضبوط ہیں، ملک مضبوط ہے، ملک مضبوط ہے تو آپ ہیں، ہم ہیں، سب ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ، مخدوم خلیق الزمان صاحب، صرف ایک منٹ because we don't have time.

مخدوم خلیق الزمان۔ گزشتہ ۶ سالوں میں میں نے اتنی لمبی تقاریر سینٹ میں نہیں کیں جتنی کہ قومی اسمبلی میں اپنے لحاظ سے contribute کی ہیں ۔ آپ نے مجھے ایک منٹ دیا ہے بہت بہت شکریہ۔ میں اپنی تقریر کاآغاز شاہ عبداللطیف بھٹائی کے شعر سے کروں گا ۔

(سندھی میں شعر)۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب ساتھیوں کا آپس میں جو تعلق رہا ہے وہ سارا اس شعر میں explain ہو جاتا ہے ۔

And sir, I feel great honour to have been a member of this House with you in chair. And it was a tremendous experience and tremendous guidance which we got from you politically as well as legally and as far as, the procedure of this House is concerned, I am also honoured by the experience or sharing views with rest of my colleagues in this House. And the experience which I have earned, I would always cherish throughout my life. In my brief political life, I have remained a member of provincial assembly in 1977 then I became member of the National Assembly in 1989 and since 1991 till today I am a member of the Senate and I will be retiring today. I am grateful to Almighty Allah for giving me courage to stand up and speak with my clear conscience and purely in the benefit of the country and my province and the people of Pakistan and without succumbing to any pressure from any quarter and from any government including General Zia-ul-Haq's tyranny which lasted for 11 years, of which 6 years I was put in jail. So my head, heart, conscience stand very clear. It was very

unfortunate, indeed, that daughter of a great personality like Zulfiqar Ali Bhutto, who in fact, I would say brought the people of Sindh out of the national ethnicity to the main stream of politics of Pakistan and unfortunately, she could not hold on to those norms which her father gave his life for. I wish her well again, I wish her well. It is very unfortunate that she calls herself Prime Minister of Larkana, I don't agree with her. But again, I wish her well, disagreeing with her on principles, I wish her well because she is still leader of the second largest party which was the largest party of Pakistan. And it is not fair on her part to call herself a leader of Larkana because she still has 22 per cent from Punjab and rest of the country. So sir, I am again grateful to you and also would like you to be in this Chair, for the next term and the term after.

جناب چیئرمین۔ آپ اگر یہ بات کہتے ہیں تو میں آپ کو پھر اور وقت دے دیتا ہوں۔

(قہقہے)

Makhdoom Khaliq-uz-Zaman: Because the most capable person to handle as I have experienced is Mr. Wasim Sajjad and I hope we see you in this Chair regardless of the ethnicity whether you are a Punjabi or a Sindhi or a Balochi or a Pushtoon or whatever it is, but, it is integrity and it is the honour of this House that I think we should have you back in this Chair.

جناب چیئرمین ۔ جی نور شیر صاحب صرف دولفظ کہیں جو کہنے ہیں ۔

ملک نور شیر خان ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم 'جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع فراہم کیا سب سے پہلے میں اپنی طرف سے اور پورے ایوان کی طرف سے آپ کی شاندار کارکردگی پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور حقیقت تو یہ ہے کہ آپ نے اپنی اہلیت ثابت کر دی۔ جناب والا! آپ کی اعلیٰ قیادت سے سینٹ کی مجموعی کارکردگی قابل تحسین رہی اور مجھے امید ہے کہ موجودہ حکومت

سینٹ کو وہ عزت، وہ درجہ، وہ مقام دے گی جس کی وہ مستحق ہے۔ جناب والا! آپ نے کبھی حکومت اور اپوزیشن میں فرق نہیں کیا اور آئین کی بالادستی قائم رکھی۔ میں نئے منتخب اراکین سینٹ کو خوش آمدید کہتا ہوں اور مجھے امید ہے بلکہ یقین ہے کہ خدا کرے کہ آئندہ بھی آپ ہی کی شاندار قیادت میں ہمارا ایوان بالا قائم اور دائم رہے گا اور پھلے پھولے گا۔ یہاں اگر میں سینٹ کے سٹاف کاذکر نہ کروں تو یہ بھی زیادتی ہو گی اور میں سینٹ کے تمام افسران اور اہلکاروں کے تعاون اور کارکردگی پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جناب سیکریٹری صاحب کی شاندار سربراہی میں ایسی مستعدی اور جانفشانی سے اپنے فرائض سر انجام دیتے رہیں گے میں یہاں پورے ایوان کی طرف سے پر زور سفارش کرتا ہوں کہ ملازمین سینٹ کے لئے ایک اعزازی تنخواہ منظور کی جائے آپ کا بہت بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. So I will read the order of prorogation.

In exercise of powers conferred by clause 1 of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on Thursday the 20th of March, 1997.

Sd/-

(Farooq Ahmed Khan Leghari)

President.

(The House prorogued sine die)